الحق یعلو ولا یعلیٰ
بحمد اللہ والمنۃ کہ درین عہد سعادت مہد بسعی کارپردازان باہمت رسالہ موسوم
سنہ ۱۹۰۹ء
نیابت خلافت
سنہ ۱۳۲۷ھ
منشی بیعدیل و فاضل جلیل السید سجاد حسین صاحب مصنف رسالہ سجاد
گیلن پرنٹنگ ورکس لاہور میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

بعد حمد خدا و نعت سید الانبیا صلی اللہ علیہ و آلہ حقیر پر تقصیر سجاد حسین ابن سید محمد حسین مرحوم و مغفور متوطن بہڑہ سادات واقعہ سادات باہرہ ضلع مظفر نگر اپنے برادران ایمانی کی خدمت با سعادت میں عرض کرتا ہے کہ مابین حضرات اہل سنت و شیعہ قدیم الایام سے خلافت ہوئی پر تنازع چلا آتا ہے اسلام کے اتفاق باہمی کی برہمی کا سبب اگر دیکھا جاوے تو سوائے نزاع خلافت اور کوئی امر ظاہر نہ ہوگا ۔ علمائے سابقین و محققین اولین اپنی اپنی تالیفات میں یہ بات طے کر چکے ہیں کہ جب کبھی مسلمانوں میں تلوار کھینچی اور جدال و قتال ہو کر مفاسد کی بنیاد قایم ہوئی وہ خلافت کی وجہ سے چنانچہ علامہ شہرستانی نے ملل و نحل میں اس معاملہ کو ان لفظوں سے طے کر دیا ہے اعظم خلاف بین الامۃ خلاف الامامۃ اذ ما سل سیف فی الاسلام علی قاعدۃ دینیۃ ما سل علی الامامۃ فی کل زمان یعنی بڑا اختلاف اسلام امامت کی تشخیص میں امت کا مختلف ہونا تسلیم کیا گیا ہے اسی پر مسلمانوں میں تلوار علم ہوئی یہی جھگڑا خونی ندیوں کے بہنے کا سبب ہوا خدا و رسول و معاد کے تمام فرق اسلام و بالخصوص سنی و شیعہ قائل ہیں گو کہ بعض جزویات توحید و نبوت میں باہم اختلاف عظیم رکھتے ہیں مگر خدا کی وحدانیت اور جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ

والہ کے نبی برحق ہونے میں کسیکو کلام نہیں اگر بعد نبی مسلمان امر خلافت میں نہ جھگڑتے اور یہ تنازعات
ارشاد نبی اس شخص کی خلافت کے معتقد ہوتے جس کے لئے جناب سرور کائنات صلعم نے حکم
دیا تھا تو پاک مذہب اسلام تا دوام وبائے مخالفت سے بچکر دن دونی ترقی کرکے کہیں سے
کہیں پہنچ جاتا اور اتفاق باہمی سے جو عمدہ نتائج مترتب ہو کر بحق قوم فائدہ بخش ہوتے ہیں
اُن میں مقدس اسلام پورا حصہ پاتا بہ ثبوت اس کے کہ اسلامی دنیا میں تخم عداوت نزاع خلافت سے
سوائے قول شہرستانی متذکرہ صدر جناب مولوی خلیل احمد صاحب مؤلف ہدایات الرشید ومطرقہ
الکرامہ کا ارشاد مطرقہ کے صفحہ ۷ سطر ۲ سے بہ لفظہٖ پیش کرتا ہوں رسائل اعتقادیہ میں
سے فی مابین فریقین سب سے زیادہ اختلاف مسئلہ امامت میں ہے تا ہر حال یہ امر بلا قیل و قال
مسلم ہے کہ قاطع بنیاد اتحاد تعین وتخصیص امامت ہے اکثر حضرات نے حقیر سے فرمایش کی کہ ایک
مختصر مگر جامع رسالہ اسباب خاص میں لکھدیا جائے تاکہ اردو دانوں کو جو کہ اس وقت ہندوستان
میں عموماً ہیں فائدہ پہنچائے اور ہر طالب حق پر حقیقت خلافت بوجہ اتم ظاہر ہو جائے لہذا
نحیف نے باوجود جہالت دبے مائگی یہ رسالہ جسکا نام

آفتاب خلافت

ہے لکھدیا انشاء اللہ ہر اہل انصاف سمجھ لے گا کہ بعد غروب مہر نبوت ماہ امامت کون بزرگ
تھا خدا سے بواسطہ آئمہ علیہ السلام مستدعی ہوں کہ مبذول بانیٔ رسالہ ہذا اُن کا ناصران
دین حق میں شمار کیا جائے اور میرے اجداد و آباد و اعمام و اخوان کو عقبیٰ میں مقام
عالی عطا فرمائے آمین ثم آمین

شروع مضمون رسالہ

جاننا اور سمجھنا چاہیے کہ شیعہ بعد اقرار وحدانیت و عدالت و نبوت امامت کو جزو ایمان
سمجھ کر اصولی اعتقادی جانتے ہیں بلا اعتقاد امامت ایمان کو صحیح نہیں سمجھتے ۔ بخلاف اُنکے
حضرات اہل سنت امامت کو بحقیقت محض سمجھ کر ایک فروعی عملی چیز بلکہ اُس سے کم درجہ پر

شمار فرماتے ہیں چنانچہ مطرقۃ الکرامہ متذکرۂ بالا کے صفحہ ۱ سطر ۸ پر لکھا ہے (اہل سنت خلافت
کو فروعی علمی کہتے ہیں اور شیعہ اسکو اصولی اعتقادی سمجھتے ہیں) حقیر نے بہ جواب مطرقۃ الکرامہ
ایک بسوط رسالہ لکھا ہے جس کے تقریباً پچاس جزو ہیں اُس میں کتب اہل سنت سے یہ بات
ثابت کردی ہے کہ خلافت باقرار علمائے اہل سنت بھی یہی اقتدار رکھتی ہے کہ داخل
اصول دین سمجھی جائے افسوس ہے جس خلافت پر سنی و شیعہ مدار ایمان جانتے ہیں اور جس
کے منکر کو خارج از فرد اسلام سمجھتے ہیں اُسکو بہ ضد و عداوت شیعہ اہل سنت ایسا بے قدر جانتے
ہیں کہ فروع اسلام سے بھی کم درجہ پر خلافت کو تبلانے لگتے ہیں وہی مولویصاحب مطرقہ
کے صفحہ ۹ سطر ۸ اپر تحریر فرماتے ہیں (جسکو تحقیق مذہب کا شوق ہو عموماً غور فرمائیں کہ
خداوند عالم جل علا شانہ نے قرآن پاک میں ادنیٰ ادنیٰ فروعی مسائل کو بیان فرمایا ہے
(بعد کسی قدر فاصلہ کے لکھتے ہیں) جو امر اصلی اعتقادی ہو وہ صراحت ووضاحت کے ساتھ
کتاب میں ضرور مذکور ہو ورنہ یہ بالبداہت خلاف عقل ہے کہ امور فروعی غیر ضروری کو
تو باہتمام بیان فرمائے اور اعتقادی ضروری مہتم بالشان کا ذکر بالکل چھوڑ دے) یہ
عبارت بہ ندائے صاف کہہ رہی ہے کہ خدائے پاک نے امور فروعی غیر ضرویہ کو بصراحت
ووضاحت قرآنیں بیان فرمایا ہے اور امامت کا اصلاً ذکر نہیں کیا) یہ تجبہ بزبان حال گویا ہے کہ امامت
فروعی غیر ضروری چیزوں سے بھی نمبر آخر رکھتی ہے افسوس ہے کہ اس خاتم المجتہدین اہل سنت نے
قرآن حفظ کرکے بھلا دیا یا کہ بعداوت منصب امامت سمجھ بوجھ کر انکار کیا کہ ذکر امامت سے
اوراق قرآن سادہ نظر آتے ہیں اس لکھنے سے قرآن کی جلالت و عزت میں بڑا فرق آگیا
کیونکہ مسلمانوں کو اسپر بڑا فخر و ناز ہے کہ قرآن رطب و یابس پر شامل ہے ۔ کوئی چیز ایسی نہیں
جس کی خبر دہی سے کتاب اللہ معطل ہو جو لوگ قرآن کو ذکر امامت سے خالی تبلاتے ہیں
وہ مطلق عزت قرآن نہیں جانتے معتقدین صاحب مطرقہ غور فرمائیں جبکہ بقول اُن کے اور
فی الواقع امور فروعی کا بیان داخل قرآن ہو اور امامت کا بالکل نہو تو نتیجہ دو لا رطب ہا

ولا یابس) و دیگر آیات کی جو اسکے ہم معنی ہیں تصدیق ہوگی خصکی امد تری دونو صفات سے بری سمجھی جائیگی
ہر گاہ خلافت ایک بے حقیقت چیز ہے جسکو خدا نے خارج از کلام خود فرمادیا تو اہل سنت
ایسے خلفار کی خلافت کے منکر کو کافر کیوں تبلاتے ہیں - چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب
تحفہ کے باب ہفتم میں لکھتے ہیں (حق تعالیٰ در قرآن مجید منکر خلافت ثلاثہ رانیز در آیہ
استخلاف کافر فرمودہ) مولوی عبدالحئی لکھنوی جنکا پایہ علمی نہایت بلند ہے اپنے فتاوے
مطبوعہ لکھنو میں بجواب اہلسنت اس طرح تحریر فرماتے ہیں -

سوال

روافض را کافر اعتقاد باید کرد یا کلم

جواب

این مسئلہ قدیماً و حدیثاً مختلف فیہ ہست و تحقیق اینست کہ منکر خلافت صدیق اکبر یا منکر جناب
ایشاں برائے خلافت یا حلال دانندہ سب شیخین باشد در اکثر کتب فقہ اورا کافر نوشتہ اند
(و انکر خلافۃ الصدیق فہو کافر) فتاوائے عالمگیری میں ہے (من انکر عن خلافۃ
ابی بکر و عمر فقد کفر) تعجب ہے کہ جو چیز فرد عی ہو اور جس کے ذکر کو قران کے کسی گوشہ میں
جگہ نہ ملے اسکا انکار منکر کو کافر بنا کر کشاں کشاں جہنم میں لے جائے علمائے اہل سنت بھی
عجیب خوش خیال ہیں ایک صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن میں خدا نے خلافت کا ذکر نہیں
کیا شاہ صاحب رقمطراز ہیں کہ آیہ استخلاف میں منکر خلافت ثلاثہ کو کافر کہا گیا ہے ایک
بزرگ فرماتے ہیں کہ ابوبکر و عمر کی خلافت کا منکر کافر ہے نہ معلوم ان اقوال مخالف اور
متضاد میں سچا کون ہے بحمد اللہ بہ اقرار بعض علمائے سنیہ یہ بات بالضرور ثابت ہوگئی
کہ خلافت کا منکر کافر ہے چونکہ سوائے انکار اصول الزام کفر عاید نہیں ہو سکتا - لہذا خلافت
کا داخل اصول ہونا لازم آگیا اہل سنت جو خلافت کو اصول دین میں داخل نہیں کرتے
لہذا اُن کا دین ناقص ہے اور شیعہ کا امامت کو اصول سمجھنے سے کامل -

پس واضح ہو گیا کہ سنی نہ اہلبیت کو اچھا سمجھتے ہیں اور نہ اُن سے دینیات میں کوئی مسئلہ اخذ کرتے ہیں۔ بلکہ اُلٹے درپے توہین و تذلیل ہیں اہلبیتؑ نبوی سے بحدے برگشتہ ہیں کہ انکے صریح دشمنوں کو اچھا جانتے ہیں تمام عالم کو اسپر اتفاق ہے کہ یزید پلید سے زیادہ دشمن اہلبیت کوئی نہیں گذرا مگر حضرات اہلسنت دردل اُسکو بھی لایق درود و سلام جانتے ہیں زمانہ حال میں مرزا حیرت دہلوی مالک گمنام گزٹ نے اپنا اور اپنے ہم مذہبوں کا عقیدہ ظاہر کر دیا اخبار ۲۳ - فروری ۱۹۰۸ء مطابق ۹ - محرم ۱۳۲۵ھ کو پڑھو انشاء اللہ فقرات ذیل بے کم و کاست و قف نظر ہوں گے۔

(۱) حضرت یزید علیہ الرحمۃ

(۲) اب ہم اثبات کو دکھاتے ہیں کہ حضرت یزید علیہ الرحمۃ کی نسبت

(۳) اس شاہ اسلام کو بدنام کرنے کے لئے بعض لوگوں نے عربی کے چند اشعار موزوں کئے

(۴) اُس وقت دمشق میں سینکڑوں جلیل القدر صحابہ یزید علیہ الرحمۃ کے دربار میں موجود تھے۔

(۵) جس جوش اور صاف دلی سے حضرت یزید علیہ الرحمۃ کی تعریف کی ہے صفحہ ۳

میرے پاس اثبات کا ثبوت کہ تمام اہلسنت یزید کو اپنا ہادی و امام و شاہ اسلام جانتے ہیں اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے کہ اکثر سنیان ہندوستان اُن کے اخبار کے خریدار اور مال سے مددگار ہیں و مبدم اُن کے اخبار کی اشاعت سنیوں میں بڑھتی جاتی ہے اگر مرزا کی بحر نا پسند خاطر ہوتی تو ایسے اخبار کو جسمیں یزید قابل رحمت تجویز کیا گیا ہو یک قلم خریدنا چھوڑ دیتے۔ المختصر شیعہ و سنی میں درباب خلافت جو نزاع ہے وہ صرف اسقدر سنی کہتے ہیں کہ خلیفہ رسول وہ ہو سکتا ہے جسکو چار آدمی خلافت کے لئے اجماعی صورت سے منتخب کریں چونکہ سقیفہ بنی ساعدہ میں بہ مقابلہ انصار حاضرین جلسہ نے حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر بیعت کرلی لہذا وہ اجماع امت سے خلیفہ ہو گئے۔ شیعہ کا قول ہے کہ خلافت کے لئے اجماع ضروری نہیں ہے اور نہ خلافت حضرت ابوبکر پر اجماع ہوا ؛ ورنہ اجماع کوئی وقت کہاں ہے

دیکھو وقت خلافت جناب آدم علیہ السلام فرشتوں نے متفق اللفظ ہو کر جناب باری سے عرض کیا تھا
کہ حضور بنی آدم کو خلیفہ نہ کریں اُن کی خلافت باعث مفاسد ہو گی وہ باہم خونریزیاں
کر کے زمین کو تختہ فساد بنا دیں گے۔ حضرت جل و علا نے اُن کی مجموعی را کو توڑ کر فرمایا
دانی اعلم ما لا تعلمون) یعنی ہم تم سے وانا تر ہیں جس بات کو ہم جانتے ہیں اُس کی حقیقت سے
تم آگاہ نہیں ہو سکتے جبکہ مقربان بارگاہ الہٰی کا جو کہ باتفاق معصوم ہیں عدم تجویز خلافت
اجماع ممدوح نہیں ہوا تو چند خود غرض اور غیر معصوم لوگوں کا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ علاوہ
بریں اجماع اور کثرت رائے جس عنوان سے محمود سمجھا جاتا ہے وہ بھی حضرت صدیق کے
لئے معرض وقوع میں نہیں آیا اجماع اسکو کہتے ہیں کہ تمام صحابہ تجہیز و تکفین نبی سے فارغ
ہو کر اول بہ طریق ماتم پرسی اہلبیت کی دلداری کرتے ایسے سخت حادثہ پر اُن کو دلاسا
دیتے پھر مسجد نبوی میں جمع ہو کر باہم مشورہ کر کے اہل بیت یا جماعت صحابہ سے
کسی کو منتخب کر کے مسند صدارت پر بٹھاتے مگر ایسا ہرگز نہیں ہوا اکابر صحابہ جن میں شیخین
عند السنیہ شمار کئے جاتے ہیں نبی کو بے غسل و کفن چھوڑ کر ایک بدمعاش زمانہ دسقیفہ
بنی ساعدہ میں) جا گھسے اور وہاں بہ تجویز حضرت عمر و ابو عبیدہ جراح حضرت صدیق
خلیفہ رسول مان لئے گئے عوام الناس و جہلا نے اُسکا نام اجماع رکھ لیا اجماع کے
لئے جو باتیں ضروری ہیں اُنکو حقیر نے بہ وضاحت تمامتر رسالہ دلیل المتحیرین و اعجاز
داودی میں لکھدیا ہے جس مقام پر حضرت عمر ایسے خدا اُس جگہ اُن کے درجات
عالی کرے اُنھوں نے اپنے عہد خلافت میں اجماع کی پوری حقیقت ظاہر کر دی
ایک روز سر منبر کہدیا کہ بیعت ابو بکر ناگہانی طور پر بلا مشورہ اور سوچے سمجھے واقع
ہو گئی تھی خدا نے اُس کی شرارت سے بچایا اگر آئندہ کسی نے مثل ابو بکر حصول خلافت
میں مبادرت کی تو اُسکو قتل کرا دیا جائے گا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے بھی تحفہ کے
باب دوم میں تسلیم کر لیا ہے کہ بے شبہہ خلیفہ دوم نے ایسا کہا تھا اگر حضرت عمر کو اُن کے

سچا جانتے ہیں تو صدیق کی خلافت کو اجماعی نہ کہیں بلکہ مادہ شرارت سمجھیں اور نیز
مثل اُن کے منعی خلافت کو واجب القتل۔ بخلاف اہل سنت شیعہ کا مقولہ ہے کہ خلافت
ہونی اُس کے لئے زیبا ہے جس کے لئے خدا نے قرآن پاک میں حکم فرمایا ہو اور جس پر
نبی نے نص فرمائی ہو چنانچہ حقیر نے رسالہ اعجاز داودی میں چند آیات واحادیث
مثبت ومشعر خلافت لکھدی ہیں چونکہ واقعۂ غدیر بہ جمیع الوجوہ مثبت خلافت
مرتضوی کے لئے نص قاطع ہے۔ لہذا اسکی حقیقت پر حضرات اہل سنت کو مطلع کیا
جاتا ہے۔ اگر حضرات سنیہ بہ ترک تعصب و اعتساف نظر فرماہوں گے تو انشا اللہ یہ
چند اوراق اُن کی ہدایت کے لئے کافی ہوجایں گے

واقعات متعلق بہ واقعۂ غدیر از کتب سنیہ جن سے حضرت امیر کی خلافت ثابت ہوتی ہے

کتب اہل سنت میں وارد ہوا ہے کہ خدائے کریم نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ
کو مطلع فرمایا کہ آپ کا زمانۂ حیات بہت کم باقی ہے مناسب ہے کہ علی مرتضیٰ کی ولایت کا اعلان
کردو چونکہ آپ کے صحابہ میں منافقین بہ کثرت تھے نظر برآں آنحضرت اُس کے اظہار سے
بخوف فساد نہایت دل تنگ ہوئے آپ کو کھٹکا ہوا کہ منافقین مجکو جھٹلائیں گے اور سرتابی
کرکے فتنہ وفساد پر آمادہ ہوجایں گے۔ حضرت نے بارگاہ حافظ حقیقی میں عرض کیا کہ اے
دافع البلیات وکاشف الکربات میں اپنی تنہائی پر افسوس کرتا ہوں خوف ہے کہ میرے
لشکری جن میں اکثر منافقین ہیں میری ہدایت پر نچلیں اور درپئے تکذیب ہوجایں آنحضرت
نے بخیال مصرعہ بالا چندروز تعمیل حکم میں تامل کرکے انتظار موقع کیا اسی عرصہ میں حج کا زمانہ
قریب آگیا کیونکہ بعلم نبوت حضرت کو معلوم تھا کہ سال آیندہ کے حج میں ہم شریک نہونگے اور
ہمارا حج آخر یہی ہے لہذا آپ نے قبایل عرب میں منادی کرادی کہ امسال سب اہل اسلام
ہمارے ساتھ طواف بیت اللہ میں شریک ہوں مورخین لکھتے ہیں کہ ایک لاکھ سے زیادہ

مسلمانوں کا مجمع مکہ میں ہو گیا حضرت امیر کی خلافت کے اعلان کا حکم تو آہی چکا تھا
اس موقع پر حضور نے اس کے اظہار کا موقع دیکھ کر بحکم (الکنایہ ابلغ من التصریح) یہ اشارہ
صریح اسکا اعلان بہ ایں عنوان کیا کہ روز عرفہ ناقہ قصویٰ پر جلوہ فرما کر ارشاد فرمایا
کہ ایہا الناس ہماری وفات کا زمانہ قریب پہنچا یقین کہ پیک رب العالمین آئے اور میں
بہ شوق لقائے پروردگار لبیک کہوں تمہاری ہدایت کے لئے دو چیزیں عظیم القدر کہ
ایک دوسرے سے بالاتر ہیں چھوڑتا ہوں اور وہ دونوں باہم ایسے پیوستہ ہیں کہ تا
حوض کوثر ملے جلے میرے پاس پہنچیں گے اگر تم ان کا اتباع کروگے گمراہی میں نہ پڑوگے
اہل سنت کے چند علمائے اور بالخصوص شاہ صاحب نے حسب صراحت صدر اس واقعہ کی تصدیق
کی ہے اسجگہ بلا خوف تکرار کلام صحاح ستہ سے صحیح ترمذی کی ایک عبارت پیش کرتا ہوں
قال جابر رائت رسول اللہ صلعم فی حج یوم عرفہ و ھو علی ناقتہ القصویٰ
یخطب فسمعتہ یقول ایہا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا
کتاب اللہ وعترتی واھل بیتی - جابر کہتے ہیں کہ میں نے مکہ معظمہ میں بروز عرفہ
ختمی مآب کو دیکھا کہ ناقہ قصویٰ پر سوار تھے اور رعامۃ الناس سے فرماتے تھے کہ میں کلام
مجید اور اپنے اہلبیت کو تم میں چھوڑتا ہوں اگر ان دونوں کی اطاعت کروگے کبھی گمراہ
نہوگے ہر چند کہ آنحضرت پورے طور پر بہ تعمیل ارشاد باری تبلیغ فرما چکے تھے اور بہ ظاہر
جامع الفاظ میں تعظیم و تکریم اہلبیت کی تمام مدارج کو طے فرما دیا تھا لیکن مشیت ایزدی
میں اس سے زیادہ تصریح و توضیح مناسب معلوم ہوئی - جبکہ آنحضرت مکہ معظمہ سے
مدینہ کو واپس ہوئے غدیر خم پر پہنچے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بعد تحفہ درود عرض
کیا کہ ملک العلام نے آپ کو یہ پیغام دیا ہے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک
من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس یعنی اے
ہمارے حبیب جس حکم نے کہ تم پر حسن نزول پایا ہے اسکو خلقت تک پہنچا دو اور اگر

نہ پہنچاؤ گے تو گو یا تم نے ہماری رسالت ہی نہیں کی اور آپ کچھ خوف و اندیشہ نہ کریں شرور
شیاطین و فساد معاندین سے ہم بچانیوالے ہیں اس آیۂ مبارکہ پر اہل بصیرت کو گہری
نظر ڈالنی چاہیئے (لفظ ما انزل الیک) سے صاف صاف عیان ہے کہ قبل از نزول
آیہ آنحضرت پر کوئی حکم نازل ہوا تھا جس کے ابلاغ میں آپ نے تامل فرمایا تھا چونکہ
وہ حکم جلیل اور مہتم بالشان تہا لہذا اُس کے پہنچانے میں بحدے تاکید ہوئی کہ سلب
منصب رسالت کی دھمکی دی گئی بہ ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تنبیہ جو آنحضرت پر
شدید الفاظ میں کی گئی یہ سرور کونین کی کسی غفلت یا سہل انگاری کا بدل نہ تھا بلکہ
اسکا سبب اصلی وہ ہی تھا جو کہ حضور انور کو اپنے ساتھیوں اور مصاحبوں کی جانب سے
لاحق ہو رہا تھا۔ خدائے پاک کا حفاظت معاندین سے اطمینان دلانا صاف و صریح
طور پر ثابت کر رہا ہے کہ آنحضرت کو جماعت مفسدین کا اندیشہ ہوتا تو آپ ایک لمحہ
بھی اُس کے حکم کے پہنچانے میں تامل نفرماتے جو حضرات غایت خوش اعتقادی سے
(الصحابۃ کلہم عدول) کہ کر تمام اصحاب کو عادل جانتے ہیں اُنکو جملہ (واللہ یعصمک
من الناس) پر غائر نظر کرکے یہ نتیجہ نکالنا چاہیئے کہ اُن نیک اطوار صحابہ میں ایسے
لوگ بھی شامل تھے جن کے سامنے آنحضرت کا حکم خدا کا پہنچانا خلاف مصلحت سمجھ کر متامل
تھے اور بوجہ اپنی تنہائی اور اُن کی شرارت و بدکیشی کے خائف و ترسان تھے آنحضرت کا
صحابہ سے خوفناک ہو کر حکم باری کو معرض تعویق میں ڈالنا جملہ بالا مندرجہ آیہ (بلغ)
سے مثل آفتاب نمایاں ہے حضرات اہل سنت سمجھ کر ارشاد فرمائیں کہ تبلیغ احکام الٰہی
میں آنحضرت کو کس گروہ سے اندیشۂ فساد تھا مسلمان یا کفار سے ظاہر ہے کہ مخالفان
اسلام سے کوئی مظنہ و فساد درباب تبلیغ احکام نہ تھا کیونکہ وہ نفس نبوت کے منکر تھے
اُن کے زعم ناقص میں اسلام ہر طرح قابل قدح تھا وہ لوگ جزاً و کلاً مخالف تھے
اُن کی نظر میں اسلام کا کوئی حکم ممدوح نہ تھا سبکو مذموم اور ساختہ و مجوزہ

معلوم جانتے تھے جو کچھ بھی خوف تھا وہ ان ظاہری مسلمانوں سے تھا جو کہ تعفۂ اسلام گلے میں ڈالے ہوئے کفار سے ہزار درجہ مثل دشمن خانگی مخرّب اسلام اور اس کی جڑ کے اکھاڑ دینے والے تھے اور جن سے بحکم آیہ وافی ہدایہ مندرجہ سورۂ تحریم یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین آنحضرت مامور بجدال و قتال تھے علاوہ بریں کفار کو اسلام کو امور اسلام میں نہ کوئی دخل تھا اور نہ عقلاً و رواجاً ہو سکتا تھا کیونکہ ہر سلطان کو کسی قانون کے جاری کرنے یا ولی عہد کے بنانے میں اپنی رعایا سے کھٹکا ہوا کرتا ہے غیروں اور مخالفین سلطنت سے اندرونی انتظام میں کوئی اندیشہ نہیں ہوتا پس بوجوہ بالا ثابت ہو گیا کہ جن لوگوں سے آنحضرت خائف ہو کر اعلان خلافت مرتضوی میں ساکت تھے اور جن کے شر و فساد سے بچانے کا خداوند عالم جل شانہ نے وعدہ فرمایا تھا وہ حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اہل لشکر تھے جن کو اہل سنت بلا قید اخیار و اشرار اچھا سمجھنے والے ہیں۔

ابن مردویہ عالم اہل سنت کا کتاب مناقب سے بیان پیش کرتا ہوں عن ابن عباس قال لما امر اللہ رسولہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان یقوم بعلی فیقول لہ ما قال فقال صلی اللہ علیہ وسلم یارب ان قومی حدیثو بالجاھلیۃ ثم مضی بحجتہ فلما اقبل راجعاً نزل بغدیر خم انزل اللہ علیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الی آخرہ

علامہ سیوطی نے تفسیر دُرِ منثور میں اس سے بھی کچھ بڑھ چڑھ کر لکھا ہے۔ اخرج ابو الشیخ عن الحسن ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ بعثنی برسالۃ فضقت بھا ذرعا و عرفت الناس مکذبی فوعدنی لابلغن او لیعذبنی فانزلت یا ایھا الرسول بلغ قال رسول اللہ یا رب انما انا واحد کیف اصنع یجتمع علی الناس فنزلت وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ خلاصہ ہر دو

روایات کا یہ ہے کہ آنحضرت نے اعلان خلافت مرتضوی پر عذر کیا کہ میری قوم یعنی
اصحاب تازہ مسلمان ہیں اور جوش جہالت سے ان کے سینہ بھرے ہوئے ہیں عجب نہیں
کہ در پئے تکذیب ہو جائیں میں اپنی تنہائی سے لرزاں ہوں اسپر خدا نے آیہ یا ایہا الرسول
کو نازل فرمایا جو کہ مشتمل بہ تاکید تھی اہلسنت دیکھیں کہ ان کے مذہب کے کیسے کیسے
عالیقدر علما اسبات کو تصدیق کرتے ہیں کہ آنحضرت اپنے اصحاب سے مطمئن نہ تھے اور انکو
پورا مطیع نجانتے تھے بلکہ بوجہ جہالت اُن کی شرارت سے افسردہ طبیعت تھے حقیقت الامر یہ
ہے کہ آنحضرت کے صحابہ اکثر جاہل و لایعقل محض تھے اُن کے نزدیک اسلام کو سلام کر کے
کافر ہو جانا چنداں دشوار نہ تھا۔ بعض امور میں بخوف ارتداد صحابہ حضرت نے سکوت و
تامل فرمایا ہے اسموقع پر مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانئ مدرسہ دیوبند کا جو کہ
سنیوں میں بڑے مناظر گذرے ہیں اظہار قلمبند کیا جاتا ہے مولویصاحب موصوف رسالہ
تصفیۃ العقائد مطبوعہ مطبع مجتبائی واقعہ دہلی کے صفحہ (۲۸) سطر ۱۰ پر یہ ایں خلاصہ لکھتے
ہیں۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جاہلان امت سے جو اخیر میں بکثرت مسلمان
ہو گئے تھے یقین ارتداد و مخالفت کر کے کعبہ کو منہدم کر کے بنا ر ابراہیمی پر نہ بنایا اور
دہلیز کو زمین سے نہ لگایا اور دروازہ شرقی و غربی بنایا حضرت نے خیال فرمایا کہ تغییر
بنائے کعبہ سے اتنا ہرج اسلام لازم نہیں آتا جتنا مسلمانوں کے مرتد ہونے سے ہو گا۔
حضرات اہلسنت توجہ فرمائیں کہ جب گروہ گروہ جاہل بقول محمد قاسم صاحب نبی کے
گرد و پیش ایسے جمع رہتے تھے جنکو اسلام کا ترک کر دینا ایک سہل بات تھی اور جنسے
آنحضرت خائف ہو کر کار منصبی سے معطل رہتے تھے تو ایسے لوگوں سے خوف کر کے اگر
حضرت نے اعلان خلافت مرتضوی میں درنگ فرمائی تو کیا عجب ہے۔ اہل عقل کو
غور کرنا چاہیئے کہ جن اپنے ہم نشینوں اور مصاحبوں سے آنحضرت کو اپنی حیات و سلطنت
میں خطرۂ بغاوت تھا انھوں نے بعد وفات اپنے خبث طینت کو کس حد تک پہنچایا

ہوگا۔ ہائے افسوس واللہ جگر پھٹا جاتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ جناب سرور کونین کے مصاحب کس درجہ بے اعتبار تھے یہ وقت تو حضرت کی حکومت و ثروت و تندرستی کا تھا خود سر جماعت فی الجملہ دبی ہوئی تھی۔ مگر حضور کے صاحب فراش ہوتے ہی آنکھیں بدلنے لگے لشکر اسامہ کی شرکت سے سرتابی کی دوات و قلم کے قصہ میں برسر جلسہ ایسے کلمات لایعنی کہے دندیان اخلکو یاد کرکے ابن عباس اتنا روتے تھے کہ سنگریزہ مسجد تر ہو جاتے تھے۔ بہ مجرد انتقال حکومت کی تک و دو میں اپنے سردار کے جنازہ کو بے دفن چھوڑ کر سقیفہ میں چلے گئے چنانچہ مولوی خلیل احمد صاحب نے ہدایات الرشید میں تسلیم کر لیا ہے کہ شیخین نے دفن سرور عالم پر انتظام خلافت کو اس واسطے مقدم کیا تھا کہ آپ کی نعش اقدس سڑنے بگڑنے متعفن ہونے سے محفوظ تھی) بعد ازیں اہلبیت نبوی کو مجبور کیا کہ ان کی بیعت کریں جبکہ انھوں نے انکار کیا گھر پر آگ اور لکڑیاں لیکر گستاخانہ حرکات سے پیش آئے وراثت کو ان سے ضبط کر لیا جناب سیدہ کے رونے سے جو کہ وفات پدری پر بعید درد جگری کیا جاتا تھا کراہت ظاہر کی خاندان نبوت میں کبھی کسی کو چار سو بیہ کی چپراس ندی اس سے بلا تکلف واضح ہو گیا کہ وہ لوگ قطعی دشمن آل رسول تھے اور یہ ایسی کثرت حضرت کے گرد و پیش تھے کہ سوائے منافقین دل سوز کم نظر آتا تھا موافقین بوجہ قلت درجہ ندرت پر پہنچے ہوئے تھے۔ اگر منافق بکثرت نہوتے تو آپ حسب اندراج تفسیر در منثور مندرجہ بالا یہ نفرماتے (انما انا واحد کیف اصنع یجتمع علی الناس آنحضرت کا خدا سے اپنی تنہائی کا عذر کرنا صاف طور پر منافقین کی زیادتی تعداد کا ثابت کرنیوالا ہے۔ ہرچند کہ جناب امیر علیہ السلام کی خلافت بلا فصل پر ہمارے پاس دلائل بیحد و انتہا ہیں۔ کتاب الفین جسمیں دو ہزار دلیلیں مندرج ہوئی ہیں اسی باب خاص میں ترتیب ہوئی ہے جسکا ذکر تحفہ میں شاہصاحب نے کیا ہے۔ مگر آیہ دریا آیا اکرلی موصوف الصدر اس مادہ میں خاص ہے پس حق طلب آدمی کے لئے یہ بات قابل التفات

ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول کب اور کس تاکید میں نازل ہوئی اور بعد نزول آنحضرت نے
کیا عمل فرمایا اگر تحقیقات سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ یہ تاکید شدید جناب ختمی مرتبت پر
حضرت امیر کی خلافت کے ظاہر کرنے میں ہوئی تھی اور آنحضرت اسکا اعلان کر کے جناب
علی مرتضیٰ کو اپنا مستقل جانشین کر چکے تھے مگر امت نے بطمع حکومت و ریاست حضرت امیر کے
عہدۂ خداداد کو بہ اتفاق یک دگر ضبط کر کے اپنر ابواب ظلم و جور کشادہ کئے تو پھر خلفائے
ثلاثہ کو محب رسول و تابع اہلبیت خیال کر کے اُن کی خلافت کا معتقد ہونا زبردستی وادی
ضلالت کی تاریک گھاٹیوں میں سرگرداں ہونا ہے واضح ہو کہ ۲۲ کس علماء سنت جن
کے اسماء گرامی ذیل میں لکھے جاتے ہیں اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ آیۂ یا ایہا الرسول
غدیر میں حج آخر سے لوٹتے ہوئے نازل ہوئی نام اُن علماء سنیہ کے حسب الذیل ہیں

فہرست اسماء محدثین و علماء جو کہ نزول یا ایہا الرسول کے میدان غدیر میں ناقل ہیں

ابن[۱] ابی حاتم عبدالرحمان بن محمد احمد[۲] بن عبدالرحمٰن الشیرازی احمد[۳] بن موسیٰ بن مردویہ
احمد[۴] بن محمد الثعلبی ابو[۵] نعیم احمد بن عبداللہ علی[۶] بن احمد الواحدی مسعود[۷] بن ناصر
السجستانی عبد[۸] اللہ بن عبداللہ الحکانی ابن[۹] عساکر علی ابن الحسن امام[۱۰] فخرالدین رازی
محمد[۱۱] بن طلحۃ النصبی ۔ عبد[۱۲] الرزاق بن رزاق اللہ الرسعی حسن[۱۳] بن محمد النیشاپوری علی[۱۴]
بن شہاب الدین الہمدانی علی[۱۵] بن محمد المعروف بن الصباغ مالکی محمود[۱۶] بن احمد العینی عبدالرحمان[۱۷] بن
ابی بکر السیوطی محبوب[۱۸] عالم بن صفی الدین جعفر حاجی[۱۹] عبدالوہاب بن محمد جمال[۲۰] الدین
عطاء اللہ بن فضل اللہ الشیرازی شہاب[۲۱] الدین احمد مرزا[۲۲] معتمد خاں بدخشانی

اگر تمام علماء کی عبارتیں نقل کی جائیں تو طوالت ہو گی جبکو شوق ہو حدیث غدیر کی جلد
دوم میں جو کہ از جملہ مجلدات عبقات الانوار ہے صفحہ (۲۴۹) سے تا صفحہ (۲۴۵) ملاحظہ
فرمائیو یہیں تمام کتابوں کی عبارت مع توثیق علماء انشاء اللہ وقف نظر ہو گی اسجگہ بنظر تکثیر

ناظرین صرف امام فخرالدین رازی کا بیان تفسیر کبیر سے پیش کیا جاتا ہے۔ صاحب تفسیر نے
نزول آیۂ ریا ایہا الرسول، کے دس سبب درج تفسیر فرمائے ہیں دسواں سبب جو قرار دیا ہے
اُسکو عرض کیا جاتا ہے العاشر نزلت ہذہ الایۃ فی فضل علی رضی اللہ عنہ ولما نزلت
ہذہ الایۃ اخذ بیدہٖ وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ
وعاد من عاداہ فلقیہ عمر رضی اللہ عنہ فقال ھنیئاً لک یا ابن ابی طالب اصبحت
مولائی ومولی کل مومن ومومنۃ وھو قول ابن عباس والبراء بن عازب و
محمد ابن علی یعنی دسواں سبب یہ ہے کہ یہ آیت فضیلت علی میں نازل ہوئی ہے بوقت نزول
نبی اکرم نے علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں اُس کے علی بھی مولا ہیں خدایا جو
علی کو دوست رکھے اسکو تو بھی دوست رکھ اور جو اُن سے دشمنی رکھے تو بھی اُن سے دشمنی
رکھ اس اثنا میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جناب امیر سے ملاقات کرکے فرمایا کہ مبارک ہو
کہ آج اچھی صبح کی تھی آپ نے کہ میرے اور کل مومنین اور مومنات کے مولےٰ بنے اس واقعہ کو
ابن عباس اور براء ابن عازب اور محمد بن علی (امام محمد باقر) نے روایت کیا ہے۔ ان میں
دو صحابی ناقل روایت ہیں اور ایک امام پنجم خاندان نبوت سے جناب ابن عباس کا شمار صنادید
مفسرین میں ہے اُن کے بیان کا موئید و مثبت امام باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے میں یقین
نہیں کرسکتا کہ کوئی مرد مسلمان معاذ اللہ حامل علوم اولین و آخرین باقر علم النبیین کے بیان
ہدایت بنیان کو محمول بہ کذب کرسکے۔ رشید الدین خاں صاحب تلمیذ جناب شاہ صاحب نے
شوکت عمریہ میں لکھا ہے کہ آئمہ دوازدہ گانہ سے جو روایات کہ صحیح طریقہ سے مروی ہوں
اُنپر یقین کرنا عین ایمان ہے۔ عبارت یہ ہے، اگرچہ آئمہ اطہار علیہم السلام مستند اُمت
اند و اخبار آں اخیار مفاتیح مغلقات و مصابیح ظلمات و مواد رحکمت و مظاہر شریعت
لیکن کلام در طریق وصول آں اخبار ست و لبا او ثقات رواۃ یک فرقہ نزدیک اہل
فرقہ ماموں وغیر آں مطعون میباشند لہذا ہر فرقہ روایات مرویہ را در طریق خود مسلم

میدارد و اخبار مرویہ را در فرقۂ مخالف حذف مقدوح می انگارد) نتیجہ کلام بزبان اردو
یہ ہوا کہ ائمہ اہلبیت کے احکام و روایات مستند ہیں سنی اُن احادیث کو مان سکتے ہیں جو کہ اُن
کے طریقہ میں منقول و ماثور ہوں - چونکہ فخر الدین رازی نے جو کہ سنیوں میں از جملۂ مشاہیر
معدود ہیں تسلیم کر لیا ہے کہ حضرت امام محمد باقر قایل تھے کہ نزول آیہ غدیر میں ہوا ہے
تو اب سنیوں کو باتباع ارشاد رشید الدین صاحب ماننا چاہیا ہے کہ خلافت مرتضوی
منصوص من اللہ ہے اگر کچھ بھی چون و چرا کریں گے اپنے ۲۴ کس علما ر کی غلط نویسی کا خواہ
مخواہ اقرار کرنا پڑے گا شاید بعض حضرات امام فخر الدین رازی کو نامعتبر سمجھ کر کہدیویں
کہ ہم اُن کی تحریر پر پابند کئے جانے سے مجبور نہیں ہو سکتے لہذا اُن پر لازم ہے کہ دیگر علمار
مندرجہ صدر کے اقوال پر نظر کریں اگر تمام عالموں کی کتب نہ دیکھ سکیں در منثور علامہ سیوطی
و تفسیر شاہی محمد محبوب عالم کا ملاحظہ فرمایئں انشار اللہ وہ ہی عبارت پیش نظر ہوگی جو کہ
بحوالہ امام فخر الدین رازی اوپر نقل کی گئی ہے - اگر ہر دو علمار موصوف بالا کا اعتماد نگھیا
مد نظر ہو تو تحفہ کے باب سوم کو دیکھیں جس میں ان بزرگواروں کی جلالت شان کا اظہار
شاہصاحب نے بایں الفاظ کیا ہے (اہل سنت نیز از حضرت امام موصوف یعنی حضرت امام
حسن عسکری علیہ السلام و دیگر آئمہ در تفسیر روایات وارند چنانچہ در در منثور مبسوط اند و در
تفسیر شاہی مجموع و مضبوط -
پیش نظر تسکین ناظرین حبیب السیر سے واقعات غدیر پیش کر کے اپنے دعوے کو ثابت کرتا ہوں
کتاب موصوف میں لکھا ہے کہ سبب نزول در آں منزل یعنی غدیر آں بود کہ قبل ازاں
حضرت اقدس نبوی بحسب وحی سماوی مامور شدہ بود کہ جناب ولایت مآب مرتضوی را بخلافت
خویش نصب نماید و آنحضرت اظہار ایں صورت را جنے دریافتہ وقتیکہ از اختلاف مامون
باشد در عقدۂ تاخیر انداختہ بود) یہ فقرہ پکار پکار کر بہ زبان فصیح کہہ رہا ہے کہ آنحضرت
بہ ایں خیال اعلان خلافت مرتضوی میں متامل ہو کر موقعہ کو دیکھ رہے تھے کہ اغیار ہمایہ

ے مدینہ خالی ہو دچوں بہ موضع غدیر خم رسید معلوم شد کہ پس از تجاوز آں مکان طوایف
مسلمانان از موکب ہمایوں جدا شدہ بطرف منازل خود خواہند رفت و ارادۂ ازلی
مقتضی آں بود کہ تمامی آں مردم از خلافت شاہ ولایت وقوف یابند ایں آیت نازل شد
(یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک (یعنی استخلاف علی والنص علیہ بالامامۃ)
فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس چوں بہ تنزیل کریمۂ مذکورہ
وجوب نصب امیر المومنین بخلافت بہ تحقیق انجامید حضرت رسالت دراں موضع منزل گزید
وفرمود تا سایۂ بعضے از درختاں را صفا دادہ پالان ہائے شتران را جمع ساختہ بر زیر
یک دیگر نہادند و بلال حسب فرمودۂ رسول متعال ندا کرد کہ (الصلوٰۃ جامعۃ) و بروایتے
آواز دادند کہ (حی علی خیر العمل) خلایق مجتمع گشتہ رسول صلعم بر بالائے آں پالان ہائے
آمدہ علی مرتضیٰ نیز بہ فرمودۂ آنحضرت بالا رفتہ بر یمین سید المرسلین بہ ایستاد حضرت صلعم
بعد اداے حمد و ثناء باری تعالیٰ از انتقال خویش بعالم فنا مردم را آگاہ گردانید و فرمود
من درمیان شما دو امر عظیم میگذارم اگر متمسک بداں کنید گمراہ نشوید و یکے از اں دو بزرگتر
ست از یک دیگر و آں دو گرانمایہ قرآن و اہلبیت من اند و ایں ہر دو از یک دیگر
جدا نشوند تا در لب حوض کوثر بمن رسند پس بفرمود (ایہا الناس الست اولیٰ بالمومنین
بانفسکم) (آیا نیستم من اولیٰ بہ شما از نفس ہائے شما از اطراف و جوانب آواز برآمد کہ بلے آنحضرت
فرمود ہر کہ من اولیٰ ام از نفس او پس علی ہم اولیٰ است و آنگاہ دست شاہ ولایت
را گرفتہ گفت من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من
عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ وادر الحق معہ حیث دار) دیگر
علمائے سنیہ نے بھی جن کے نام اول بیان کئے گئے ہیں اپنی اپنی تالیفات میں یہ
ہی مضمون لکھا ہے - بلکہ بعض نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ حضرت امیر کو رسول اکرم
نے اتنا بلند کر کے لوگوں کو دکھایا کہ سپیدی بغل نمایاں ہو گئی چونکہ مضمون مندرجہ

بالا بلا کسی تاویل کے صریحاً خلافت مرتضوی پر دلالت کرتا ہے لہذا مناسب موقعہ معلوم ہوتا ہے کہ مولف حبیب السیر کا اقتدار دکھایا جائے کہ اہل سنت میں کس شان و منزلت کے عالم تھے شاہ صاحب نے تحفہ میں چند موقع پر کتاب حبیب السیر سے استدلال کیا ہے دو چار مقام دکھلاتا ہوں باب ہفتم میں بہ مقام بحث لشکر اسامہ لکھتے ہیں ؎ ایں ہست آنچہ در روضۃ الصفا و روضۃ الاحباب و حبیب السیر و دیگر تواریخ معتبرہ سنی و شیعہ موجود است باب یازدہم میں لکھتے ہیں کہ از معالم و تفسیر حسینی و معارج و روضۃ الاحباب و حبیب السیر و مدارج النبوۃ چناں ظاہر میشود طعن چہارم میں بہ مقام مطاعن حضرت ابوبکر بہ اثبات فضائل صدیق کتاب مذکور سے احتجاج فرمایا ہے مولوی حسام الدین سہارنپوری نے اپنے رسالہ مرافض و الروافض میں چند موقع پر استخراج مطالب کیا ہے پس جبکہ علمائے محققین سنیہ حبیب السیر سے استدلال کر کے اُسکو معتبر قرار دے چکے تو لامحالہ اہل انصاف و حق طلب لوگوں کو یقین کرنا چاہیے کہ نزول آیۂ یا ایہا الرسول غدیر خم میں ہوا ہے اور وہ مشتمل ہے اظہار و اعلان خلافت پر اگر سنی صاحب اس کے معتقد ہونگے تو اپنے علمار کی جماعت کثیر کو نامعتبر و خلاف گو تسلیم کرنا پڑے گا چونکہ حضرات سنیہ کی طبائع مقدسہ کو حضرت امیرؑ سے پوری دل آویزی و نیازمندی نہیں ہے لہذا اُن سے جہاں تک ممکن ہوسکتا ہے اُن کے فضائل و محامد کے دبانے چھپانے مٹانے میں پورا حصہ لیتے ہیں اگر کچھ بھی ممکن نہیں ہوتا تو معنی بدل کر ایسا بنا دیتے ہیں کہ فضیلت بدل کر دوسرا رنگ چڑھ جائے ناظرین منتظر رہیں انشاء اللہ ظاہر ہوتا جائے گا کہ اس حدیث غدیر کے کیسے دلچسپ معنی بیان فرمائے ہیں اور انکار صحت واقعہ میں کیا کیا مکر نہ بیان کی ہیں (۱۵۶) علمائے عراق و فارس و ہند و سند نے حدیث غدیر کی صحت کا اقرار کیا ہے سب علمائے اہل سنت کے نام مع توثیق جلد دوم حدیث غدیر ازصفحہ (۷۰۱) لغایت (۴۴۲) درج ہیں از انجملہ اسجگہ صرف ایک عالم کا بیان حوالہ قلم کرتا

ہوں امام احمد بن حنبل جوکہ اہل سنت کے ائمہ اربعہ سے گذرے ہیں اپنی مسند میں تحریر فرماتے ہیں احد ثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا عفان ابو عوانہ عن المغیرہ عن عبید عن میمون ابی عبد اللہ قال قال زید بن ارقم وانا اسمع نزلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بواد یقال لہ وادی خم فامر بالصلوٰۃ فصلاھا بھجر قال فخطبنا وظل لرسول صلی اللہ علیہ وسلم بثوب علی شجرۃ سمرۃ من الشمس فقال الستم تعلمون اولستم تشھدون انی اولیٰ بکل مومن من نفسہ قالو بلیٰ قال فمن کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ نتیجہ کلام یہ ہوا زید ابن ارقم جوکہ صحابہ جلیل الشان سے ہیں کہتے ہیں کہ وادی غدیر میں آنحضرت نے عین گرمی کے وقت میں اصحاب موجود الوقت سے فرمایا کہ میں تمہارے نفسوں سے اولیٰ نہیں ہوں سبہوں نے تسلیم کرکے کہا کہ بے شبہ حضور پرنور ہماری جانوں سے اولیٰ ہیں جب سب لوگ یہ اقرار کر چکے اسوقت ارشاد ہوا جسکا میں مولا ہوں اُس کے علی مولا ہیں خدایا جو علی کو دوست رکھے اُسکو تو بھی اپنا دوست رکھ اور جو اُن کا دشمن ہو وہ تیرے دشمنوں کے ساتھ محشور ہو

بحمد اللہ مضامین مندرجہ صدر سے یہ بات بوجہ اتم ثابت ہوگئی کہ جناب امیر علیہ السلام کی خلافت کے اعلان پر آنحضرت ضرور مامور ہوئے تھے اور بوجہ نفاق و شقاق صحابہ آپ نے مشوش ہوکر اُسکا فوری اظہار نامناسب سمجھہ کر تامل فرمایا چونکہ بعلم خداوندی آنحضرت کی وفات کا زمانہ قریب تھا اور اِس حکم کا معرض التوا میں رہنا جائز نہیں تھا لہٰذا ایسی تاکید شدید کی گئی جس کی عدم بجا آوری سے بالفاظ ظاہر سلب منصب نبوت کی دھمکی دی گئی نیز یہ بھی عامۃ الناس پر حالی کیا گیا ہے کہ وہ ایسہ ضروری اور لابدی حکم ہے جس کے نہ پہنچانے سے نبوت بیکار محض ہے واقعات مسند چونکہ بلا قال وقیل و دخل تاویل حضرت امیر کی خلافت بلا فصل کے ثابت کرنیوا

ہیں اور ایسا ثابت ہو جانا مذہب سنیہ کی بیخ کنی و بربادی کا قوی سبب ہوتا ہے
لہذا آئمہ محققین سنیہ نے اس پر بابن عنوان پردہ ڈالنا چاہا کہ اپنی کتابوں میں ذکر ہی نہ کیا
امام محمد اسمعیل بخاری و امام مسلم نے اس میں پورا حصہ لیا ہر دو محدثین محققین نے مطلق قلم
نہیں ہلایا۔ چنانچہ علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں بہ مقام تذکرہ غدیر لکھتے ہیں و
قد قدح فی صحتہ کثیر من آئمۃ الحدیث ولم ینقلہ المحققون منہم کالبخاری ومسلم
و الواقدی یعنی بخاری و مسلم نے واقعہ غدیر کو نقل نہیں کیا حضرت بخاری بھی عجیب محدث
با دیانت ہیں خوارج و نواصب سے احادیث درج کتاب کرتے ہیں اور آئمہ اہلبیت سے
ایک لفظ نقل نہیں کرتے میرزا حیرت دہلوی نے بھی اپنے رسالہ خلافت شیخین میں تحریر فرمایا
ہے کہ حضرت بخاری نے امام جعفر صادق یا کسی دوسرے امام سے کوئی روایت اخذ نہیں
کی اہل دانش غور فرمائیں کہ جو لوگ اسدرجہ محتاط تھے کہ خاندان نبوت کا نام لکھنا مکروہ
سمجھتے تھے وہ ایسے معاملہ کو جو کہ مثبت خلافت تھا کب نوک قلم پر لا سکتے تھے مگر آفتاب
نہ خاک ڈالنے سے چھپ سکتا ہے اور نہ کسی کے شعلہ حسد سے اس کے نور میں تیرگی آ سکتی
تھی دیگر علماء نے اپنی اپنی تالیفات میں درج کر کے لکھدیا کہ گو بخاری و مسلم کا قلم اس
میدان میں رکا ہے مگر ان کا نہ لکھنا اس کے غیر واقعہ ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔ حضرات
اہل سنت فرماتے ہیں کہ اصلیت صرف اتنی ہے کہ یمن کے سفر میں چند صحابی مثل خالد ابن
ولید و بریدہ وغیرہ حضرت امیر سے ناراض ہو کر رسول اکرم صلعم سے شاکی ہوئے تھے
آپ نے بہ نظر تنبیہ و تادیب شاکیین فرما دیا تھا کہ جسکا میں مولا ہوں اس کے علی بھی
مولیٰ ہیں اور مولے کے معنی محب و ناصر کے ہیں۔ صاحب حکومت و ریاست کے نہیں
نا فہم لوگ معنی تراش علماء کی کتابوں میں یہ مضمون دیکھ کر سمجھ لیتے ہیں کہ بے شبہہ مولے
کے یہی معنی ہوں گے شیعہ جو حاکم اولیٰ و تصرف سمجھ کر حضرت امیر کی خلافت بلافصل
کے معتقد ہوئے ہیں اور انکا نفی خلفہ اعتقاد کئے ہوئے ہیں یہ سراسر لے معنی ہے

میں یقین کرتا ہوں کہ اگر مصنفین اہل سنت کو حقیقت حال پر اطلاع ہو جائے تو ضرور ہے کہ سخن ساز لوگوں کے دام فریب سے نکل کر سیدھے راستہ پر آجائیں۔ بعنایت الٰہی تحریر صدر میں اور تو جملہ امور طے ہو گئے البتہ یہ بات قابل تحقیقات معلوم ہوتی ہے کہ مولیٰ کے معنی محب و ناصر کے ہیں یا کہ متصرف فی الامور یعنی حاکم و بادشاہ کے جناب شاہ صاحب نے تحفہ کے باب ہفتم میں قطعی فیصلہ کر دیا ہے (کہ اہل عربیۃ قاطبۃً انکار کردہ اند کہ مولیٰ بمعنی اولیٰ آمدہ ست) یعنی ہمہ زوان لغت عرب کو اسکا انکار ہے کہ مولیٰ کے معنی اولیٰ کے نہیں ہیں۔ افسوس ہے کہ شاہ صاحب نے لوگوں کو دھوکہ دیا دام علمائے اہل سنت مقر ہوئے ہیں کہ مولیٰ بہ معنی اولیٰ ہے جلد دوم حدیث غدیر کو از صفحہ (۲۴۶) تا صفحہ (۲۴۸) دیکھ جاؤ سب علماء کے نام معہ توثیق وقف نظر ہوں گے اسجگہ ایک مشہور عالم کا بیان لکھے دیتا ہوں علامہ ابن جوزی تفسیر زاد المسیر میں لکھتے ہیں (مولاکم قال ابو عبیدہ اسے اولیٰ بکم) جو حضرات کہ جناب شاہ صاحب کے تحفہ کو بہ چشم عزت دیکھتے ہیں اور اس کے ہر ہر جملہ کو صحیح جانتے ہیں اُن کو بہ چشم نیم واز ذرا ہمارے علمائے کرام کی تحقیقات پر نظر کرنی چاہیے کہ کثیر التعداد لوگوں کے بیان سے مولیٰ کو بمعنی اولیٰ ثابت کر کے شاہ صاحب کو تا بہ دوازدہ پہنچایا ہے بقول بعض علمائے اہل سنت لفظ مولیٰ ایک معنی پر مستعمل نہیں ہو سکتا بلکہ چند انواع پر مشتمل ہے جلال الدین سیوطی نے در منثور اور محمد طاہر گجراتی نے مجمع البحار اور ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ المولیٰ یقع علیٰ معان کثیرۃ فھو الرب والمالک والسید والمنعم والمعتق والناصر والمحب والتابع والجار وابن العم والحلیف والعقید والصھر والعبد والمنعم علیہ معنی کہ لفظ مولیٰ کے بیان ہوئے ہیں اُن میں رب اور مالک اور سید و منعم بھی داخل ہیں تعجب ہے کہ بایں وسعت معنی اولے بہ تصرف کو بعید خیال کیا جاتا ہے اگر حسب عقیدہ سنیہ محب و ناصر تک مولیٰ کو محدود کیا جائے تو کسی عاقل کی عقل اسکو نہیں مان سکتی کہ جناب ختمی مرتبت محض حضرت علی کی محب مومنین کہنے سے اتنا

ڈریں کہ اپنی ذات کو تنہا خیال کرکے منافقین وجہلا صحابہ کی کثرت سے تنگدل ہوں اور یہ واہمہ پیدا ہو کہ قوم بوجہ جہالت اُن کی تکذیب کرکے برسر شورش ہو جائیگی خدا بھی یہاں تک مصر ہوا کہ اس کی عدم تبلیغ پر تمام محنت وکوشش آنحضرت کو عبث ولاشئے قرار دینے کی دھمکی دی اور یہ بھی اطمینان دلائی کہ آپ خوف نہ کریں بید مطرک ہوکر کید میں ہم شرور معاندین سے حفاظت کریں گے اور حضرت بھی اس کے اعلان میں اتنا بڑا بھاری انتظام کریں کہ جنگل کو خس وخاشاک سے رفت وروب دلائیں پالان شتر کا ممبر بنائیں خطبہ فصیح وبلیغ پڑھ کر اپنے اہلبیت کے حقوق تعظیمی بیان کرکے اُن کی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم دیں اور یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ مجکو خدائے علیم نے حکم دیا ہے کہ علی کے حق میں تین باتیں تم سے بیان کردوں (انہ سید المسلمین وامام البخرۃ المتقین وقائد الغر المحجلین) دیکھو کتاب توضیح الدلائل علی ترجیح الفضائل جس میں خطبہ غدیر نقل ہوا ہے اس سے قطع نظر کرکے حضرات اہل سنت امام فخرالدین رازی کے ارشاد متذکرہ کو دیکھیں اور پھر بجائے خود انصاف فرمائیں کہ مولے کے معنی محب وناصر کے کیونکر ہو سکتے ہیں امام موصوف تفسیر کبیر میں جس کا ذکر پہلے بہ نقل عبارت آچکا ہے بہ روایت ابن عباس وبروایت ابن عازب وجناب امام محمد باقر علیہ السلام قلم فرما ہوئے ہیں کہ جس وقت آنحضرت علی کو مولائے مومنین بیان فرما کر ممبر پالان سے نیچے تشریف لائے اسوقت جناب عمر نے بہ مقام تہنیت بہ صد شگفتگی وبشاشت ارشاد فرمایا کہ ھینئاً لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولائی ومولے کل مومن ومومنۃ یعنی اے پسر ابو طالب مبارک ہو کیا خوب صبح کی آپ نے کہ میرے اور کل مومنین ومومنات کے مولا ہوئے۔ محاورۂ اردو میں حضرت عمر کے اس جملہ کو اسطرح بولا جاتا ہے بھائی آج اچھے کا منہ دیکھا تھا کہ خدا نے فلاں نعمت دی اگر حسب خیال اہل سنت مولے کے یہی معنی ہیں جو کہ وہ بیان کرتے ہیں تو حضرات کو ماننا پڑے گا کہ قبل از اعلان محبت مرتضوی حضرت عمر بھی از جملہ معاندین اہلبیت تھے کیونکہ حضرت عمر کے بیان کا

سیاق ظاہر کرتا ہے کہ روز غدیر کی صبح کو حضرت امیرؑ اُن کے دوست ہوئے لو نہ گذشتہ تک نہ تھے۔ اہل عقل سوچیں کہ رسم مبارکبادی ہمیشہ امر جدید کے واقع ہونے پر ادا کی جاتی ہے اگر پہلے سے فاروق وجناب امیر باہم دل آویزی رکھتے تھے تو تہنیت چہ معنی دارد اور اگر بغض وعناد تھا تو خالد ابن ولید وغیرہ شاکین ومتزاہین او حضرت عمر میں ایک بالشت کا فرق بھی نہیں رہتا۔ اسجگہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا بیان مدارج النبوۃ سے پیش کرتا ہوں

عبارت مدارج

ایں حدیث صحیح ست وروایت کردہ اند جماعتے ترمذی ونسائی واحمد وطرق او بسیار ست وروایت کردہ اند جمعے کثیر از صحابہ وگواہی دادند براں مرعلی را در وقتیکہ نزاع کردہ شد باوے در ایام خلافت وے وبسیارے از اسانید وے صحاح وحسان ست والتفات نیست بقول کسے کہ سخن کردہ ست در صحت وے اہر گاہ بقول اہلسنت مولے کے معنی محب وناصر کے ہیں اور اولے بہ تصرف کے نہیں تو حضرت امیرؑ نے بوقت نزاع خلافت اُس کو کیوں پیش کیا اور اصحاب نے کیا سمجھ کر گواہی دی۔ اگر محبت ونصرت اسلام حضرت امیرؑ ترک کرتے اور کوئی مسلمان اسکا معترض برپا کرتا تو صحابہ گواہی دے سکتے تھے کہ بے شبہ نبی نے علیؑ کے ذمہ اسکو قایم کیا تھا مگر یہ اُس سے دست کش ہوتے ہیں خلافت کی بحث میں حضرت امیر کا اسکو مفید خود سمجھ کر پیش کرنا صاف طور پر ثابت کرتا ہے کہ وہ مولے کو اولیٰ بہ تصرف جانتے تھے اور اس دستاویز کے گواہان حاشیہ صحابہ رسول یہ بھی سمجھے ہوئے تھے ملا علی قاری شارح بخاری لکھتے ہیں کہ حدیث غدیر کی صحت میں شک نہیں بلکہ وہ کثرت نقل سے درجہ تواتر پر پہنچ گئی ہے جس وقت کہ حضرت امیر سے خلافت پر نزاع ہوا تو تیس صحابہ نے اسپر گواہی دی۔ احتیاطاً عبارت نقل کی جاتی ہے ان ھذا حدیث صحیح لا مریۃ فیہ بل بعض الحفاظ عدہ متواتراً اذ فی

روایتہ لاحمد انہ سمعہ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثون صحابیا وشہد وبہ لعلی لھما نوزع ایام خلافتہ علمائے اہل سنت کی حق پوشی وناحق کوشی بھی قابل ملاحظہ ارباب خرد ہے شیخ عبدالحق حسب صراحت بالا ایسا کچھ لکھ گئے کہ جس کے معائنہ سے اوسے بہ تصرف سمجھنے میں کوئی واہمہ نہیں رہتا ۔ لیکن با ایں ہمہ تسلیم وتصدیق آگے لکھتے ہیں (لیکن در دلالت وے بر استخلاف علی رضی اللہ عنہ ونصب او بہ امامت نزد اہل سنت وجماعت سخن ہست) یہ عجب گورکھ دھندا ہے سب کچھ کہہ گئے مگر نتیجہ میں وہی مرغے کی ایک ٹانگ بخاری ومسلم نے اصل واقعہ کو پوشیدہ کیا شیخصاحب نے سب کچھ لکھ لکھا کر مطلب سے بالکل مذہب گریز فرمایا اجی شیخصاحب ذرا چونکو منہ پر گلاب چھڑکو ہوش میں آؤ حضرت امیر بقول ملا علی قاری ۳۰ کس صحابہ عدول کو حسب تصریح ابراہیم وصبابی صاحب کتاب الاکتفاء فقط ۲ اصحابی بدری شامل ہیں بدلیل حدیث غدیر اپنی خلافت کے صحیح ہونے پر حلف دلا رہے ہیں اور آپ یہ فرماتے ہیں کہ در نصب او بامامت نزد اہل سنت وجماعت سخن ہست ہمتو برابر کتابوں میں یہ دیکھتے ہیں کہ اہل سنت لفظ صحابہ کے نام پر مٹے ہوئے ہیں کیسا ہی کیوں نہو اُسکو عادل جانتے ہیں ۔ ایک طرف اصحاب خدا ورسول کو حاضر ناظر جانکر یہ کہہ رہے ہیں کہ نبی نے غدیر میں علی کو اپنا خلیفہ کیا آپ بخلاف صحابہ فرماتے ہیں کہ نزد اہل سنت سخن ہست نہ معلوم جناب اس لکھنے میں سچے ہیں یا صحابہ گواہی دینے میں اگر جناب کی تحریر کو مان لیا جائے تو لازم آئے گا کہ ایک بڑی بھاری جماعت اصحاب نے جھوٹی گواہی دی اور علی نے انکو رشوت دے کر یا کسی دوسرے ذریعے سے غلط شہادت دلوائی ۔ بفرض محال ہم تسلیم کئے لیتے ہیں کہ مسافران ملک یمن کی تنبیہ کے لئے حضرت نے فرمایا تھا کہ جسکا میں دوست اور مددگار ہوں اُس کے علی بھی ہیں اس کہنے سے ان لوگوں کی ذات پر کوئی بار نہ تھا جن کی گوشمالی مدنظر تھی ۔ بلکہ حضرت علی پابند کیے گئے جس کے آنحضرت دوست ہیں اُس سے حضرت امیر کو دوستی رکھنا اور اس کی نصرت

کرنا لازم ہوگئی ایسا نہ کریں تو گنہگار ٹھیرتے ہیں حقیر عرض کرتا ہے کہ اس حکم کی خصوصیت
حضرت علی کی ذات تک محدود نہیں رہ سکتی بلکہ ہر مسلمان ایس شامل و داخل ہے جس سے
نبی محبت کریں اور جس کے وہ ناصر ہوں ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ بھی باتباع نبی ایسا
ہی کرے ورنہ بروز جزا سخت ملزم قرار پائے گا۔ سنیوں نے بات بنائی مگر بن نہ آئی
یمن کے قصہ کو چھوڑ کر اگر اسطرح کہتے کہ حضرت علی مومنین سے کاوش رکھنے تھے خمی
مآب کو یہ امر ناگوار گذرا علی کے دھمکانے اور خوف دلانے کے واسطے آپنے ایسا فرمایا
تھا تا کہ وہ راہ عداوت ترک کرکے جادۂ موافقت اختیار کریں اور اگر اُن لوگوں کی ہدایت
منظور تھی جو کہ راہ یمن میں کبیدہ خاطر ہو کر شکوہ مند ہوئے تھے تو آپ اس طرح فرماتے
کہ سنو بھائی مسلمانو جس نے علیؓ سے گراں خاطری کی اُس نے مجھ سے کی اور جو ان کا شاکی
ہے اُس نے گویا ہماری شکایت خدا سے کی عجب ہے کہ لوگ حضرت علیؓ سے عداوت کرکے
رنجیدہ طبیعت آنحضرت ہوں اور آپ اپنی اور علی کی جانب سے اطمینان دلائیں کہ ہیں اور یہ
تمہارے دونوں دوست ہیں ایک امر یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ واقعہ غدیر تک حضرت امیرؑ
نہ مسلمانوں کے دوست تھے اور نہ نصرت اسلام کرتے تھے اگر یہ صفات ان میں ہوتیں
تو نبی تحصیل حاصل کا ارتکاب نفرماتے۔ معاملہ غدیر حضرت کی وفات کے حادثہ جانکاہ
سے تقریبًا اڑھائی مہینے پہلے کا ہے تو گویا ابتدائے رسالت سے تا غروب آفتاب
نبوت حضرت علیؓ نے کوئی خدمت اسلام نہ کی۔ البتہ اسلام اور اہل اسلام سے کنارہ کش
بلکہ گام فرسائے مسلک بغض و حسد رہے واللہ اگر شرق سے غرب تک علماء اہل سنت
جمع ہو کر زور لگائیں گے تب بھی اس جگہ مولی کے معنی محب و ناصر ہونے کے ہرگز ثابت
نہونگے ناظرین اُس خطبہ کے الفاظ و مفاد پر نظر ڈالیں جو کہ حضرت نے غدیر میں
انشا فرمایا تھا اُس کے الفاظ یہ ہیں الست اولی بالمومنین من انفسہم یعنی اے
حاضرین جلسہ تم اسبات کا اقرار کرتے ہو کہ میں تمہارے نزدیک تم سب کی جانوں سے

اور اُسے ہوں سبھوں نے تسلیم کر لیا بفور اقبال بلا فاصلہ آپ نے فرمایا کہ جسکا میں مولا ہوں
اُس کے علی بھی مولا ہیں مطلب یہ ہوا درحالیکہ تم لوگ حسب اقرار خود مجکو اپنی ذوات
سے اولیٰ یعنی حاکم سمجھتے ہو تو جو شخص میرے دائرہ حکومت میں داخل ہے علی بھی اُس
کے حاکم ہیں مولوی حسام الدین سہارنپوری صاحب مرافض الروافض مصنف توضیح
الدلایل نے بتسلیم کر لیا ہے کہ صدر کلام میں آنحضرت کا اپنی اولویت کے لئے اقرار کرانا
ظاہر کرتا ہے کہ بحق علی لفظ مولے کے وارد کرنے سے بھی آپ کا یہ ہی مقصود تھا
عبارت توضیح الدلایل یہ ہے وتصدیرہ القول بقولہ صلی اللہ علیہ وبارک وسلم
الستم تعلمون انی اولیٰ بالمومنین یوید ہذا القول بعد ارشاد لفظ مولیٰ
چند کلمہ دعائیہ حضور انور نے بحق جناب امیر فرمائے تھے اُن سب کا اول یہ جملہ ہے (اللہم
وال من والاہ) یعنی خدایا دوست رکھ اُسکو جو دوست رکھے علی کو یہ عجب انتظام کلام
ہے۔ پہلے مومنین کو اطمینان دلایا گیا کہ جیسے ہم تمہارے محب اور ناصر ہیں ایسے ہی
علی ہیں اور دعا میں مومنین کو پابند کر لیا جائے۔ کلمات دعائیہ خطبہ کی تائید و
تشئید پر واقع ہوئے ہیں (واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ) خوار و ذلیل کر جو علی
کو چھوڑے اور مدد کر اُسکی جو علی کا مددگار ہو یہ الفاظ بزبان حال گویا ہیں جو علی سے
روگردانی کرے اور اُس کے حقوق کا اتلاف چاہے وہ راندہ درگاہ ہو جائے دعا
کے آخر فقرہ نے مولے کے حقیقی معنی کھولدئے (وادر الحق حیث ما دار) یعنی حق کو تابع
علی کر دے جس طرف علی ہوں اسی سمت حق بھی بازگشت کرے سمجھ میں نہیں آتا کہ محب
وناصر مومنین سے یہ دعا کیا علاقہ رکھتی ہے نصرت و معاونت کی ضرورت اُسی کو
ہوتی ہے جو کہ (والے یہ تصرف (حاکم خلایق) ہو ہر حالت میں حق کی ملازمت اسے
امر کی رہنمائی کرتی ہے کہ آپ بعد حضرت متصرف فی امور ہیں دور نجائے حضرت عمر نے بین
جلسہ غدیر میں جو حالت طاری ہوئی اس سے نتیجہ اخذ کیجئے۔ سید علی ہمدانی جنکو اکابر

صوفیہ اپنا رہبر و پیشوا بیان کرتے ہیں کتاب مودۃ القربیٰ میں لکھتے ہیں عن عمر ابن خطاب قال نصب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیاً۔ فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ انت شھدی علیھم قال وکان فی جنبی شاب حسن الوجہ طیب الریح قال کذ اوکذ افقال یا عمر انہ لیس فی ولد آدم لکنہ جبرئیل اراد ان یوکد علیکم ما قلت فی علی) حضرت عمر رسول مقبول سے عرض کرتے ہیں کہ جس وقت آپ نے علی کو نصب فرمایا میرے پہلو میں ایک جوان خوش رو پاکیزہ بو یہ کہہ رہا تھا کہ نبی نے وہ عقد باندھا ہے کہ اسکو سوائے منافق کے کوئی نہ کھولیگا پس اے عمر خوف کر کہ تو ہی اسکو نہ کھولے حضرت نے فرمایا وہ گوینذہ اولاد آدم سے نہ تھا بلکہ جبرئیل علیہ السلام تھے انھوں نے چاہا کہ تمہیں تاکید کردیویں جس بات کو کہ میں نے علی کے حق میں بیان کیا ہے اس جگہ مرد عاقل کو نہایت غور کرنا ضروری ہے کہ نبی نے بحق علی کیا عقد کیا تھا جس کے توڑنے والے کو حضرت جبرئیل منافق بتلا کر جناب عمر کو اس کے ارتکاب سے زجر و توبیخ فرما رہے تھے۔ محب و ناصر کی صفت میں تو کسی غیر کی ذات مکفول نہ تھی تمام بار کفالت حضرت امیر کے نفس اقدس پر تھا اگر جبرئیل علی سے کہتے کہ محبت اسلامیان و نصرت اسلام آپ پر فرض کی گئی ہے اسکو فراموش نہ کرنا تو مقام تعجب نہ تھا حضرت جبرئیل کا تمام مجمع میں صرف حضرت عمر کے کان نرم کرنا کیا معنی رکھتا ہے اصلیت یہ ہے کہ سب سے پہلے عہد غدیر کو اسی بزرگ کی رائے صائب نے توڑا تھا اگر جناب عمر کوشش نہ کرتے تو انتظام ہونے میں کوئی برہمی پیدا نہوتی اور قیامت تک بلا انقطاع سلسلہ چلا جاتا۔ مگر چونکہ حضرت دوم کی طبیعت میں خاص طور پر یہ امر مرتکز ہوا تھا کہ نبی کے امور انتظامی کو توڑ ڈالیں اور اپنے ایجاد کو رونق و ترقی دیں بنا بر آں انسے ایسا امر روئے ظہور لایا ناظرین انتظار فرمائیں انشاء اللہ عنقریب وہ بات بیان کئے دیتا ہوں جس سے

ثابت ہو جائے گا کہ سب سے اول عہد نبی کے توڑنے میں حضرت عمر نے مبادرت وجسارت فرمائی تھی سچ بات یہ ہے کہ بات بھی اسی سے کہی جاتی ہے جو کہ قابل اس کے ہو ناحق ہزارہا آدمیوں سے منتخب کرکے صرف حضرت عمر کے کان میں جبرئیل کا ڈالدینا ایسا ہی تھا جیسا کہ آنحضرت نے تمام ازواج سے بی بی عائشہ کو ایک واقعہ آئندہ کی خبر دی تھی یک روز حضرت نے ام المومنین عائشہ سے فرمایا کہ ہماری ازواج سے ایک صاحب عصمت علی سے لڑنے جائے گی جس وقت کہ وہ مقام حواب پر پہنچے گی تو وہاں کے کتے اس کا خیر مقدم کریں گے اے حمیرا خیال رکھنا مبادا کہ وہ مجاہدہ تو ہی ہو اتفاقات زمانہ سے جبکہ صدیقہ شان مردانہ کاری سے حدیث (یا علی حربک حربی) بھلا کر برسرپیکار ہوئیں توراہ میں سگان حواب نے اپنے معمولی لہجہ سے اُن کی گرم پذیرائی کی کتوں کی عوعو اور غوغو سے مخدومہ کو وہ تخلیہ کی بات یاد آئی اگر حضرت عمر عہد غدیر پر قایم رہتے تو وہ بھی واپس چلی آتیں نہ انھوں نے جبرئیل کی سرزنش پر آنکھ کھولی نہ انھوں نے نبی کے کہنے کو کان سے روئی نکال کر سنا جماعت ازواج سے خاص کر حضرت بی بی صاحبہ سے اسی لئے کہا تھا کہ وہ ہی عازم وغا ہونے والی تھیں علی ہذا حضرت جبرئیل نے بھی جناب عمر سے اسیواسطے گرم کلامی کی تھی کہ اس میدان میں انھیں کو قدم اُٹھانے والا سمجھتے تھے بقول شخصے ہر کہ زود برآید دیر نپاید سب سے پہلے آپ ہی نے اچھل کر بخ بخ۔ ہنیئاً ہنیئاً کہا تھا اور بعد وفات سرور کائنات یہ ہی حضرت مسبوق بہ عہد شکنی ہوئے تھے اسوقت تو حضرت کی خوشامد سے دفع الوقتی کردی اور اظہار بشاشت سے نبی کو اطمینان دلادیا مگر موقع کے منتظر رہے جب وقت آیا ہرگز نہ چوکے کہاں کی آیت اور کہاں کی حدیث یہ بھی تو خیال نہ کیا کہ غدیر میں کیا ہوا تھا اور کس نے حضرت علی کو تہنیت دی تھی سبکو بالائے طاق رکھ کر مونچھوں پر تاؤ دے کے اپنے خلعے پہنے گھر سے بن گئے حضرات اہل سنت ہمپر ناراض نہوں کہ فاروق حق و

باطل کی جناب میں شوخ چشمی کرکے انپر الزام بد عہدی لگایا جاتا ہے ہمارا یہ شیوہ نہیں کہ کسی کے امام پر اتہام کریں امام غزالی کی عبارت مندرجہ سر العالمین پیش کی جاتی ہے پہلے ہوش کرکے اس کو دیکھیں جو کچھ سخت وسست کہنا ہے اُن کو نہیں ہم لوگوں کو پاکدامن اور بری الذمہ سمجھیں

عبارت سر العالمین امام غزالی

اسفرت الحجۃ وجھا واجمع الجماھیر علی متن الحدیث من خطبتہ فی یوم غدیر خم باتفاق الجمیع وھو یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر بخ بخ یا ابو الحسن ھذا اصبحت مولائی ومولی کل مومن ومومنۃ فھذا تسلیم ورضی وتحکیم ثم بعد ھذا غلب الھوی لحب الریاسۃ وحمل عمود الخلافۃ وعقود البنود وخفقان الھوی فی قعقعۃ الرایات واشتباک ازدحام الخیول وفتح الامصار سقاھم کاس الھوی فعادوا الی الخلاف الاول فنبذوہ وراء ظھورھم واشتریہ ثمناً قلیلاً فبئس ما یشترون خلاصہ کلام غزالی یہ ہوا کہ معاملہ غدیر حضرت امیر کی خلافت پر دلیل روشن ونص صریح ہے اور جناب عمر کا مبارکباد دینا اسواقعہ کا پتہ دینے والا ہے کہ انھوں نے آنحضرت کے سامنے پر رضامندی حکومت حضرت امیر کو پسند کرلیا تھا۔ مگر پھر ہوا وہوس وطمع ریاست ومملکت وفتوحات بلاد وامصار ودخل اموال ودیگر سامان متعلق ریاست نے انکو مدہوش وخود فراموش کرکے پچھلی حالت پر لوٹا دیا پس بڑی چیز خریدی انھوں نے اسکے بدلہ میں بخیال حقیر اگر اہل سنت زمین وآسمان کو ایک کردیں گے تب بھی امام غزالی کے کلام صدق نظام کے کوئی معنی حسب مراد خود نہ بیان کرسکیں گے عبارت مذکورہ بالا سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ خلیفہ دوم نے مولے کے معنی حکومت وریاست کے سمجھ کر اظہار بشاشت کیا تھا۔ اگر حسب مقولہ اہل سنت وہ مولے کو بمادہ محبت وناصر سمجھتے تو بقول غزالی حکومت مرتضوی پر رضامندی ظاہر کرنا یعنی چہ مضمون مندرجہ صدر کو برہم زن ملت بیضہ سمجھ کر عجب نہیں کہ سر العالمین کو تالیفات امام غزالی سے خارج

کر کے کوئی صاحب ناواقفان وجہلا کو دھوکہ دے بیٹھیں کہ بھائی ہمارے امام وپیشوائے ملت
کی یہ کتاب نہیں ہے شیعوں نے اپنی طرف سے گھڑ گھڑا کر اُن سے منسوب کر دی ہے بنا بر آں لازم آیا
کہ علمائے سنیہ کے بیان سے اُسکا ازجملہ تصانیف امام موصوف ہونا ثابت کر دیا جائے
سبط ابن جوزی نے عبارت بالا کو بحوالہ سر العالمین اپنی کتاب خواص الایمہ میں نقل کیا ہے
اور امام ذہبی نے جو کہ فن حدیث میں امام شمار کیے گئے ہیں میزان الاعتدال میں اُسکو تصانیف
غزالی سے تسلیم کیا ہے الحاصل سخت حیرانی ہے کہ متاخرین سنیہ نے کس بنا پر اس جگہ مولیٰ
کو یہ معنی محب و ناصر اعتقاد فرمایا ہے واقعات غدیر شہادت دے رہے ہیں کہ وہ جملہ کسی
طرح اس معنی پر محمول نہیں ہوسکتا حضرات اہلسنت یداللہ خود بوجہ نبیؐ کی اکلوتی بیٹی ہونے
کے جناب فاطمہ علیہا السلام کا بہت ادب کرتے ہیں۔ لہذا معظمہ کا ارشاد دکھلایا جاتا ہے
کہ نبی کی پارۂ جگر اور معدن امامت نے مولے کے کیا معنی سمجھے ہیں شمس الدین محمد جزری نے
اسنی المطالب میں لکھا ہے کہ جس وقت جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ بیعت پر نزاع ہوا
اور دروازۂ اہلبیت پر شور وغوغا مچا تو جناب سیدہ نے شوریدہ جماعت کی طرف
متوجہ ہو کر فرمایا کہ انسیتم قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم من کنت
مولاہ فعلی مولاہ وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ
یعنی مظلومہ نے فرمایا کہ اے لوگو تم غدیر کے معاملہ اور حدیث منزلت کو بھول گئے بعد ازیں
عالم موصوف لکھتے ہیں ھکذا اخرجہ الحافظ الکبیر ابو موسی المدینی فی کتابہ اسی طرح
ابو موسیٰ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے اگر مولیٰ کے معنی محب و ناصر کے تھے اور اسکا علی تعلق
ذات مرتضوی سے تھا تو سیدہ نے بیعت کے جھگڑہ میں اُسکو کیوں دھرایا۔ کلام بے محل
ادنی آدمی کی شان سے بعید ہوتا ہے چہ جائے کہ دختر رسول سیدہ کے استدلال سے
واضح ہے کہ انھوں نے مولےٰ کو اولیٰ سمجھ کر تعجباً فرمایا تھا کہ کیا تم عہد غدیر و خبر منزلت
ہارونی کو بھول گئے ہو آج طالب بیعت ہو کر حاکم کو محکوم بناتے ہو ارباب بصیرت انصاف

فرمائیں کہ جناب رسالتمآب علیہ الصلواۃ والسلام کے محاورات ولغات عرب سے سوائے اُن کی پارہ جگر کے جو کہ عقیلہ وفہیمہ وزکیہ وعالمہ بھتیں کیا کوئی اور شخص زیادہ واقف ہوسکتا ہے فقرہ انتیم سے کیسا افسوس ٹپک رہا ہے مومنین خیال فرمائیں کہ اہلبیت نبی پر وہ کیسا قیامت خیز وقت تھا جبکہ اُن کے دھمکانے ڈرانے تابعدار کے لئے غوغا مچاکر لوگ دروازہ پر چڑھ گئے تھے رسول صلعم نے کلمات دعائیہ میں (واخذل من خذلہ) فرمایا ہے پس جن لوگوں نے اہلبیت کو مخذول کیا وہ دعائے نبوی کے اثر میں ضرور آجائیں گے جو حضرات درِ دولت فاطمہ پر درباب بیعت طلبی شورکناں ہوئے تھے وہ راندۂ درگاہ باری تھے سنیوں کے حال پر نہایت ملال ہے کہ وہ خود کتابیں دیکھتے تھے نہ شیعہ کی ہدایت سے اپنے کتب خانہ کی سیر کرتے ہیں جو کچھ شاہ صاحب لکھ گئے ہیں اُسکو کالوحی جانتے ہیں لفظ مولیٰ پر آب سے مَیں بحث کرچکا ہوں اور آیندہ انشاء اللہ کرنیوالا ہوں کہ حق طلب لوگوں پر راہ ہدایت کشادہ ہوجائے اور ہر طالب راہ صواب سمجھ لیوے کہ لفظ مولیٰ نے کیا اثر دکھایا۔ امام نسائی کتاب خصائص میں لکھتے ہیں کہ جب بشیر ونذیر نے روز غدیر صحابہ سے پوچھا کہ ایہا الناس من ولیکم یعنی اے مسلمانوں تمہارا مالک وحاکم کون ہے اسوقت سبھوں نے یک زبان ہوکر جواب دیا کہ اللہ ورسولہ اعلم (یعنی خدا ورسول ہمارے والی سے خوب واقف ہیں اسوقت آنحضرت نے جناب امیرؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا (من کان اللہ ولیہ فہذا ولیہ) یعنی اے حاضرین جلسہ تم میں جو کوئی اللہ کو اپنا والی امر جانتا ہے اُس کے بعد یہ علی بھی والی ہیں یہ بات چنداں غور طلب نہ تھی ہر شخص اپنے دوست ودشمن کو پہچانتا ہے یہاں تک کہ حیوانات بیزبان بھی قرائن سے شناخت کر لیتے ہیں اگر صحابہ یہ سمجھتے کہ حضرت دوستوں کی فہرست مرتب کر رہے ہیں تو بمجرد استفسار بلا غور وغوض کہدیتے کہ بعد رسول ہمارے محب وناصر زوج بتول ہیں وہ لوگ افریقہ یا مارواڑ کے رہنے والے نہ تھے جن سے لغات عرب پوشیدہ رہتے جلال الدین سیوطی ومحمد طاہر گجراتی و ملا علی

قاری کے بیان سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ لفظ مولیٰ چند معنی پر مشتمل ہے۔ رب اور مالک اور سید و منعم وغیرہ ہیں جبکہ آنحضرت نے صحابہ کو مولےٰ کی تشخیص میں عاجز دیکھ کر یہ فرمایا کہ من کان اللہ ولیہ فہذا ولیہ یعنی جسکا ولی اللہ ہے اُس کے علی بھی ولی ہیں۔ سوچنا چاہیے کہ آنحضرت نے لفظ (ولی) اس موقع پر کس معنی میں استعمال فرمایا (رب اور مالک) تو مخصوص بذات باری ہیں نوع انسان سے کوئی حقیقتاً اس رتبہ کا مستحق نہیں ہو سکتا ضرور ہے کہ بمعنی سید و منعم حضرت نے جناب امیرؑ کو ولی فرمایا ہو۔ دیکھو جبکہ حضرت علیؑ نے باتفاق سنی و شیعہ انگشتری سائل کو عین رکوع میں عنایت فرمائی تھی وہاں بھی خدا نے اپنے مطیع بندہ سے خوش ہو کر خلعت ولایت سے ممتاز فرمایا تھا آیہ وافی ہدایہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وہم راکعون شہادت میں پیش کی جاتی ہے۔ اس آیت سے ولی مومنین تین شخص بیان کیے گئے ہیں اول اللہ دوم رسول اور تیسرے حضرت امیرؑ جنھوں نے سائل کو انگوٹھی دی تھی۔ حضرات سنیہ منصفانہ نظر فرمائیں کہ جو صفت ولایت خدا نے اپنی اور نبی کے واسطے تجویز فرمائی ہے وہ ہی علی کے واسطے ہیں جو شخص کہ ہم صفات خدا و نبی ہو اُس کے حاکم و اولیٰ متصرف ہونے میں کیوں استبعاد کیا جاتا ہے کیا اللہ اور اُسکا رسول مسلمانوں کے حاکم و والی نہیں ہیں شرح تجرید قوشجی و تفسیر کبیر میں اس موقع پر ولی حاکم سے تفسیر کیا گیا ہے۔ ایک آیت دوسری آیت اور ایک حدیث دوسری حدیث کی مفسر ہوتی ہے لہذا آیہ (اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم) پر بھی نگاہ ڈالنی چاہیے کہ ایک دوسرے سے کیونکر چسپاں ہیں دونوں آیتوں کے جمع کرنے سے یہ نتیجہ مستفاد ہوگا کہ اے مسلمانو تمہارا ولی امر اللہ ہے اور اُسکا رسول اور علی مرتضیٰ جس نے رکوع میں تصدق دیا پس اطاعت کرو تم اللہ کی اور اطاعت کرو رسول و اولی الامر کی جو کہ علی ابن ابیطالب ہے۔ لفظ اولی الامر نے ولی کے معنی واضح کر دئے۔ کیا اب بھی حضرات اہل سنت یہ کہنے کے مجال رکھتے ہیں کہ علی محب و ناصر ہیں اولیٰ

بہ تصرف نہیں۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ حضرت اسلام اور مسلمانوں کے محب و ناصر بھی ہیں
اور اولیٰ بہ تصرف بھی ہیں مسلمانوں سے محبت اور اسلام کی نصرت کرنا اُن کے فرائض میں داخل
ہے۔ اہل ایمان پر یہ بات فرض ہے کہ بعد نبی تمام امت پر انکو حاکم سمجھیں۔ مسائل دینی میں
اُن کے احکام پر چلیں کسی حامد و خالد و عمر و بکر کا اُنکو مطیع و منقاد اعتقاد نہ کریں جو لوگ
کہ اس کے خلاف ہیں وہ آیات خدا کے منکر ہیں اسوقت میں فی الحال حضرات سنیوں کے سامنے
ایک اور ثبوت پیش کرتا ہوں عجب نہیں کہ اُسکو دیکھکر مولے کو معنی اولیٰ سمجھیں پر مجبور ہوجائیں
مگر قبل از اظہار ثبوت ناظرین رسالہ کا دل خوش کرنے کے لئے ایک نقل بیان کرتا ہوں کیونکہ
مضامین دیکھتے دیکھتے طبیعت اُکتا گئی ہوگی۔ کہتے ہیں کہ کسی شخص نے بچے کو پہلے چھوٹی
اُنگلی دکھا کر دھمکایا کہ اس سے بھی ڈریگا اُسنے سر ہلا کر کہا کہ نہیں پھر دوسری تیسری
چوتھی سے ڈرایا وہ لونڈا ازبس خرانٹ تھا مرغی کی طرح گردن ہلا ہلا گیا یہ خوف دلانے
والا بھی بڑا چالاک تھا اُس نے انگشت زیعنی انگوٹھے کو دکہ باعتبار ہیبت و شکل
بہ مقابلہ اور انگلیوں کے نہایت مہیب ہے) دکھا کر پوچھا کہ بچہ اس سے بھی ڈروگے
صاحبزادہ کی فوراً آنکھ جھپک گئی اور تھر تھر کانپنے لگا ایسے ہی بلا تشبیہ ہم خدا کا حکم
رسول کی حدیث جبرئیل کی فہمایش صحابہ کی شہادت فاطمہؑ کی ہدایت علی کا بوقت تنازع
خلافت استدلال کوڑیوں عالموں کا اقبال سب آئینہ بنا کر منکرین ولایت حضرت
امیر کو دکھا چکے۔ مگر کان پر جوں نہیں چلتی ناچار حضرت عمر کی روح سے استمداد کرتے
ہیں۔ کیونکہ اُن کی ہیبت و شوکت و سطوت بحدے غالب تھی کہ آدمی تو آدمی ہے حضرت
کے سایہ سے شیطان بھاگتا تھا جیسا کہ بین البینہ مشہور ہے) الشیطان یفر من ظل عمر
پس ممکن نہیں کہ دُرہ عمریہ کے خوف سے کوئی سنی دم مار سکے اور بفور سماعت قول عمر اسی
طرح ڈر جائے کہ جیسے وہ بچہ کالی چیز کی ڈرانی صورت دیکھکر لرز گیا تھا محب الدین احمد
بن عبد اللہ طبری نے کتاب ریاض النضرۃ و ابن حجر نے صواعق محرقہ اور شیخ احمد ابن الفضل نے

وسیلۃ المآل اور محمد بن اسمعیل بن صلاح الامیر الیمانی نے روضہ ندیہ شرح التحفۃ العلویہ اور احمد بن عبدالقادر العجیلی نے ذخیرۃ المآل اور محب طبری نے ذخائر العقبیٰ وغیرہ میں لکھا ہے کہ عمر ابن خطاب کے سامنے دو اعرابی مقدمہ لے کر آئے اسوقت اتفاقات سے حضرت امیرؑ بھی دار الخلافہ میں موجود تھے جناب عمر نے اشارہ کیا کہ یا علی آپ مقدمہ کو فیصل کریں۔ پس ان دونوں عربوں سے ایک شخص نے بہ حقارت و کراہت حضرت امیر کی طرف دیکھ کر کہا کہ یہ صاحب ایسی بھی قابلیت رکھتے ہیں کہ ہمارے مقدمہ کو فیصل کر دیویں حضرت عمر اُس عقل بیابانی یعنی عرب صحرائی سے یہ کلمہ توہین آمیز سنکر مضطرب و عضب اپنی جگہ سے اُچھلے اور اُسکا گریبان پکڑ کر کہا کہ اے کم بخت تو نے انکو کیا سمجھا ہے یہ تو میرے اور کل مومنین کے مولا (حاکم) ہیں جو انکو اپنا سردار نجانے وہ ملعون سزاوار دار ہے یہ بغرض تسکین ناظرین صواعق محرقہ کی عبارت نقل کی جاتی ہے اخرج دارقطنی انہ جاءہ یعنی عمر اعرابیان یختصمان فاذن لعلی فی القضاء بینہما فقال احدہما ہذا یقضی بیننا فوثب الیہ عمرو اخذ تلبیبہ و قال ویحک ما تدری من ہذا مولائی و مولی کل مومن و من لم یکن مولای فلیس مومن کیا حضرات اہل سنت جناب عمر جیسے فارق حق و باطل کے بیان کو سچا نہ سمجھیں گے میں یقین کرتا ہوں کہ ضرور حضرت عمر کی روح سے شرم کر کے مولی کو اُس کے اصلی معنی پر محمول فرمائیں گے کیونکہ اعرابیوں میں حضرت علیؑ کے محب و ناصر ہونیکا قصہ نہ تھا: بلکہ وہ ایک اور اپنا دنیاوی جھگڑا لیکر آئے تھے جس کے فیصلہ کے لئے حاکم شرع کی ضرورت تھی۔ بحالت تصفیہ تنازعات حضرت عمر کا جناب امیر کی طرف اشارہ کرنا اور منکرین کو ڈانٹ ڈپٹ بتلانا بالکل یہ بات ثابت کرتا ہے کہ وہ مولی کو بہ معنی اولی بھی ہی ہوئے تھے اور اولی نہ جاننے والے کو مومن نہ تصور کرتے تھے گو کہ جناب عمر و ابوبکر وغیرہ نے حق تصرف کو تلف کر کے خود اسپر تصرف فرمایا تھا اور بہ نظر ارباب ظاہر بین اُنکو بیکار محض کر دیا تھا لیکن بجائے خود دونوں بزرگوار خوب یقین کئے ہوئے تھے کہ منصب حکومت درحقیقت

حضرت ہی کا ہے اور خیاط ازل نے جامۂ نیابت مصطفوی انہیں کے قد زیبا کے لئے قطع کیا ہے اُس قبا کو دوسرا شخص کھینچ تان کر بصد ناز بہی پہن سکتا ہے وہ صاحب بعض موقع پر حضرت امیرؑ کے محق بخلافت ہونے کا اقرار بھی کر لیتے تھے سارے معاملات اُن کے سامنے ہوئے تھے حضرت امیرؑ کی ہر فضیلت کو کانوں سے سُنا تھا رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ کا حوالۂ متعدد بزبان خود انکی آنکھوں سے دیکھا تھا - چار چشم ہونے سے کچھ نہ کچھ شرم آہی جاتی تھی گو کہ مرتے دم تک خلافت کو نہ چھوڑا اور بعد مرگ کا بھی ایسا ہی انتظام کر گئے کہ خاندان نبوت تک بوئے حکومت نہ پہنچے مگر چکنی چپڑی باتوں سے مُنہ نہ موڑتے تھے حضرت صدیق اکبر نے ایک روز سر منبر کہدیا اقیلونی اقیلونی فلست بخیرکم وعلی فیکم یعنی اے مسلمانو میں اقالہ بیعت کر کے اپنی حکومت تمہارے سروں سے اٹھا لیتا ہوں علی کی موجودگی میں میری کیا ضرورت ہے چونکہ صدیق نے یہ جوش مادۂ صداقت اپنی ذات کو حضرت امیرؑ کے سامنے بیکار محض قرار دیکر سینوں کو درماندہ کر دیا تھا - لہذا شاہ صاحب گھبرا اُٹھے کہ مدعی خلافت نے سستی سے ہماری ہستی کو درجۂ اضمحلال پر پہنچایا تحفہ کے باب دہم میں صاف مُنکر ہو گئے کہ ابوبکر نے ہرگز ایسا نہیں کہا عبارت تحفہ یہ ہے (ایں عبارت در ہیچ کتابے از کتب اہل سنت موجود نیست نہ بطریق صحیح و نہ بطریق ضعیف اول ایں روایت را از کتب اہل سنت باید برآورد و بعد ازاں جواب باید ساخت) چونکہ اقرار خلیفۂ اول مذہب اہل سنت کی جڑ اکھاڑنے والا ہے شاہ صاحب نے بنظر تحفظ مذہب سینوں کی دھوکہ دہی کی غرض سے لکھدیا کہ ایں روایت در کتب اہل سنت موجود نیست) بحسب ظاہر اس معاملہ میں ایک امر صحت طلب معلوم ہوتا ہے اور یہ کہ خلیفہ اول نے اقالہ بیعت کیا یا نہیں واضح ہو کہ باب دہم جس میں مطاعن کا ذکر ہے شاہ صاحب نے اُن مطاعن کے جواب میں تحریر فرمایا ہے جو کہ خلفائے ثلثہ و ام المومنین عائشہ و دیگر مقبولین اہل سنت پر وارد کئے گئے ہیں جناب مفتی محمد قلی صاحب اعلی مقامہ کنتوری نے باب مذکور کا جواب مسمّی بہ تشئید المطاعن لکھا ہے جس جس بات کا صاحب تحفہ نے انکار کیا ہے اُسکو

چند علمائے معتبرین سنیہ کے بیان سے ثابت کر کے شاہ صاحب کی صدق کلامی کا پورا ثبوت دیا ہے چونکہ بوجہ انکار شاہ صاحب مفتی صاحب نے اثبات مطاعن میں بدرجۂ غایت اہتمام و اصرار کیا ہے۔ لہذا اسی جہت سے اُنکا نام تشئید رکھا گیا یعنی ہر ایک طعن کو ایسا مضبوط کر دیا گیا کہ مخالف کو گنجایش کلام نہ رہے گی۔ اگر نادانستگی سے کوئی منکر ہوگا تو زنجیر جواب میں اسیطرح جکڑ بند ہو جائیگا جیسا کہ شاہ صاحب دست و پا بستہ ہو کر پہلو نہیں ٹل سکتے۔ علی ہذا قاتلہ بیعت کے انکار کو صاحب تشئید نے پایۂ ثبوت پر پہنچایا ہے فضل ابن روزبہان نے جو کہ نہایت معتبر اور مناظرین اہل سنت میں بلند مرتبہ ہیں کتاب ابطال الباطل میں دربارہ قضیہ آتش زنی بخانہ سیدہ تسلیم کر لیا ہے کہ یہ روایت اقالہ ہماری صحاح میں موجود ہے ایسا ہی امام غزالی نے سرالعالمین میں اور سبط ابن جوزی نے کتاب تذکرۂ خواص الامۃ میں اقرار کیا ہے تشئید المطاعن کے صفحہ (۱۰۵) پر جملہ علمار کی عبارات نقل ہیں دیکھیے حضرات اہل سنت اب شاہ صاحب کی نسبت کیا اعتقاد فرماتے ہیں ضرور ہے کہ بعض حق طلب اُن کی دھوکہ بازی کے قایل ہو کر تحفہ کو پایۂ اقتدار سے گرا دیویں اقالہ کا واقعہ صاف دلالت کرتا ہے کہ حضرت صدیق مولی کو یہ یعنی اولی سمجھ کر زمام خلافت حضرت امیرؑ کے ہاتھ میں دینے کے لئے آمادہ ہو گئے تھے۔ مگر افسوس ہے کہ جو شیطان اُنکو راہ حق سے بھٹکاتا تھا جس کا خود اُنھوں نے سرمنبر ان لفظوں سے اقرار کیا تھا کہ ان لی شیطانا اُسنے خلافت کے استعفے پر انگوٹھے کا نشان نہ ہونے دیا۔ حقیر و ذلیل بصد ادب منکرین مولائیت حضرت امیرؑ کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ آپ کا ہر بات کو سُنکر چپ ہو جانا اور جواب نہ دینا ہمکو مارے ڈالتا ہے کبھی تو ہاں سے ہار کر دیا کرو۔ تحفہ و منتہی الکلام و آیات بینات و ہدیۃ الشیعہ وغیرہ کے جوابوں سے الماریاں بھری ہوئی ہیں دیمک چاٹے جاتی ہے کاش ایک دو باتکے جواب میں بھی قلم اُٹھاتے تو ہم شگون نیک خیال کر کے کچھ اور انتظار کرتے خدا را منہ کھولو کچھ تو بولو اگر اور بھی نہیں ہو سکتا تو مولانا کو بعض وجوہ ناصر ثابت کر کے میری تمام تقریر کو باطل فرمائے ورنہ

شاہ صاحب کے حسن اعتقاد سے جو کہ مولی کو بہ معنی اولے نہ سمجھتے ہیں اہل لغت کی جانب سے
ٹھیکہ دار بنتے ہیں دست برداری داخل کیجیے میرے پاس بعنایت الٰہی دربارۂ حدیث
غدیر اتنا ثبوت کثیر ہے کہ کیسا ہی ہٹ دھرم و نا انصاف کیوں نہو پکا سنی انشاء اللہ ہرگز
نہ رہے گا بالکل کچا اور متزلزل بلکہ مشوش ہو جائے گا۔ بعد خطبۂ غدیر نزول آیۂ اکمال
دین ہوا ہے اس واقعہ پر حق طلب لوگوں کو گہری نظر ڈالنی چاہیے چند علمائے ذیشان
فرقہ سنیہ لکھتے ہیں کہ جسوقت آنحضرت جناب امیر کو مولائے مومنین و مومنات بیان فرماکر زیر
ممبر تشریف لائے اسی وقت بعد شادی و سرور فرحاں و خنداں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے
منجانب خداوند علام تحفہ درود و سلام پہنچاکر آیۂ شریف الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت
علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا احوالہ فرمائی حضرت نے یہ خوشخبری پاکر باکمال فرخالی
جناب باری کا شکریہ بہ این عنوان ادا فرمایا اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ
ورضا الرب برسالتی والولایۃ لعلی من بعدی یعنی آنحضرت نے اکمال دین بعد اتمام نعمت
و راس امر پر کہ خداوند عالم آپ کی رسالت اور بعد آپ کے علی کی ولایت سے راضی و خوشنود
ہوا بہ کمال مسرت تکبیر کہی۔ دیکھو جلد دوم حدیث غدیر از صفحہ (۵۴۹) لغایت (۵۷۲) سوائے
ازیں جناب شیخ احمد حسین خاں بہادر تعلقہ دار پربا نواں ضلع پرتاب گڈھ ملک اودھ نے جوبا
ن جد سنی المذہب مگر تہ شناس ہیں ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام دلالآیات بینات ہے
در مطبع نامی کانپور میں بہ اہتمام محمد رحمت اللہ رعد چھپی ہے مولف موصوف نے صفحہ ۴ سے
تا صفحہ ۱۰ اپنے مذہب کے آٹھ علماء کی عبارات مع نام عالم و کتاب نقل فرمائی ہیں جن میں یہ
الفاظ ظاہر کیا گیا ہے کہ نزول آیۂ بالا غدیر میں ہوا ہے اہل سنت متوجہ ہو کر ملاحظہ فرمائیں
کہ آنحضرت نے بعد اپنے رسالت کے حضرت امیر کی ولایت پر ادائے شکر فرمایا ہے لفظ بعد خود
شہادت دے رہا ہے کہ مولی کے معنی اولی بہ تصرف کے ہیں اگر محب و ناصر ہوتے تو
قید بعدیت کیا اثر رکھتی ہے اس کے صاف یہ معنی ہوں گے کہ بہ موجودگی آنحضرت جناب امیر

چند علمائے معتبرین سینہ کے بیان سے ثابت کرکے شاہ صاحب کی صدق کلامی کا پورا ثبوت دیا ہے چونکہ بوجہ انکار شاہ صاحب مفتی صاحب نے اثبات مطاعن میں بدرجۂ غایت اہتمام و اصرار کیا ہے۔ لہذا اسی جہت سے اسکا نام تشیید رکھا گیا یعنی ہر ایک طعن کو ایسا مضبوط کردیا گیا کہ مخالف کو گنجایش کلام نہ رہے گی۔ اگر نادانستگی سے کوئی منکر ہوگا تو زنجیر جواب میں اسیطرح جکڑا بند ہو جائے گا جیسا کہ شاہ صاحب دست و پابستہ ہوکر پہلو نہیں ہل سکتے۔ علی ہذا قاسم بیعت کے انکار کو صاحب تشیید نے پایۂ ثبوت پر پہنچایا ہے فضل ابن روزبہان نے جو کہ نہایت معتبر اور مناظرین اہل سنت میں بلند مرتبہ ہیں کتاب ابطال الباطل میں در باب قضیۂ کشش زنی بخانۂ سیدہ تسلیم کرلیا ہے کہ یہ روایت اقالہ ہماری صحاح میں موجود ہے ایسا ہی امام غزالی نے سر العالمین میں اور سبط ابن جوزی نے کتاب تذکرۂ خواص الامۃ میں اقرار کیا ہے تشیید المطاعن کے صفحہ (۱۵۰) پر جملہ علمار کی عبارات نقل ہیں دیکھیے حضرات اہل سنت اب شاہ صاحب کی نسبت کیا اعتقاد فرماتے ہیں ضرور ہے کہ بعض حق طلب اُن کی ڈھوکہ بازی کے قایل ہوکر تحفہ کو پایۂ اقتدار سے گرا دیویں اقالہ کا واقعہ صاف دلالت کرتا ہے کہ حضرت صدیق مولی کو یہ معنی اولی سمجھ کر زمام خلافت حضرت امیرؑ کے ہاتھ میں دینے کے لئے آمادہ ہوگئے تھے۔ مگر افسوس ہے کہ جو شیطان اُنکو راہ حق سے بھٹکاتا تھا جس کا خود اُنھوں نے صریح ان لفظوں سے اقرار کیا تھا کہ ان لی شیطاناً اُسنے خلافت کے استعفے پر انگوٹھے کا نشان نہ ہونے دیا۔ حقیر و ذلیل بصد ادب منکرین مولا یت حضرت امیرؑ کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ آپ کا ہر بات کو سُنکر چپ ہو جانا اور جواب نہ دینا ہمکو مارے ڈالتا ہے کبھی تو ہاں ہوں کردیا کرو۔ تحفہ و منتہی الکلام و آیات بینات و ہدیۃ الشیعہ وغیرہ کے جوابوں سے الماریاں بھری ہوئی ہیں دیمک چاٹے جاتی ہے کاش ایک دو بات کے جواب میں بھی قلم اُٹھاتے تو ہم شگون نیک خیال کرکے کچھ اور انتظار کرتے خدارا منھ کھولو کچھ تو بولو اگر اور بھی نہیں ہوسکتا تو مولی کو بمعنی محب و ناصر ثابت کرکے میری تمام تر تقریر کو باطل فرمائے ورنہ

شاہ صاحب کے حسن اعتقاد سے جو کہ مولیٰ کو بہ معنی اولےٰ نہ سمجھنے میں اہل لغت کی جانب سے
ٹھیکہ دار بنتے ہیں دست برداری داخل کیجیے میرے پاس بعنایت الٰہی دربارۂ حدیث
غدیر اتنا ثبوت کثیر ہے کہ کیسا ہی ہٹ دھرم ونا انصاف کیوں نہو یکّا ستی انشاء اللہ ہرگز
نہ رہے گا بالکل کچّا اور متنزلزل بلکہ مشوش ہو جائے گا۔ بعد خطبۂ غدیر نزول آیۂ اکمال
دین ہوا ہے اس واقعہ پر حق طلب لوگوں کو گہری نظر ڈالنی چاہیے چند علمائے ذیشان
فرقہ سنیہ لکھتے ہیں کہ جسوقت آنحضرت جناب امیر کو مولائے مومنین ومومنات بیان فرماکر زیر
ممبر تشریف لائے اُسی وقت بعد شادی وسرور فرحاں وخنداں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے
منجانب خداوند علام تحفہ درود وسلام پہنچاکر آیۂ شریف الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت
علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا احوالہ فرمائی حضرت نے یہ خوشخبری پاکر بکمال فرخالی
جناب باری کا شکریہ بہ این عنوان ادا فرمایا اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ
ورضا الرب برسالتی والولایۃ علی من بعدی یعنی آنحضرت نے اکمال دین بعد اتمام نعمت
اور اس امر پر کہ خداوند عالم آپ کی رسالت اور بعد آپ کے علی کی ولایت سے راضی وخوشنود
ہوا بکمال مسرت تکبیر کہی۔ دیکھو جلد دوم حدیث غدیر از صفحہ (۵۴۹) تا غایت (۵۷۲) سوا اسکے
اذیں جناب شیخ احمد حسین خاں بہادر تعلقہ دار پریانواں ضلع پرتاب گڈھ ملک اودھ نے جو اگرچہ
عن جد سنی المذہب مگر رتبہ شناس اہلبیت ہیں ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام دلالایات بینات ہے
اور مطبع نامی لکہنو میں بہ اہتمام محمد رحمت اللہ رعد چھپی ہے مولف موصوف نے صفحہ ۴۷ سے
تا صفحہ ۵۱ اپنے مذہب کے آٹھ علماء کی عبارات مع نام عالم وکتاب نقل فرمائی ہیں جن میں یہ
الفاظ ظاہر کیا گیا ہے کہ نزول آیۂ بالا غدیر میں ہوا ہے اہل سنت متوجہ ہو کر ملاحظہ فرمائیں
کہ آنحضرتؐ بعد اپنے رسالت کے حضرت امیر کی ولایت پر ادائے شکر فرمایا ہے لفظ بعد خود
شہادت دے رہا ہے کہ مولیٰ کے معنی اولیٰ بہ تصرف کے ہیں اگر محب وناصر ہوتے تو
قید بعدیت کیا اثر رکھتی ہے اس کے صاف یہ معنی ہوں گے کہ بہ موجودگی آنحضرت جناب امیرؑ

محب و ناصر مومنین نہ تھے مگر بعد میں اُنھوں نے محبت و نصرت اسلام کو اختیار فرمایا یہ ہرگز نہیں
ہو سکتا جیسا کہ آپ حضرت کی موجودگی میں ناصر تھے ویسا ہی زمانہ مابعد کا حال ہے اگر
بخوف نفاق و شقاق صحابہ ختمی مرتبت اشتہار مولائیت حضرت امیرؑ کے شائع کرنے سے باز رہتے
تو دین ہوتی ناقص ہو کر باعث انسلاب نعمات ہو جاتا اسی جہت سے حضرت عزاسمہ نے
فرمایا تھا کہ اگر وہ حکم نہ پہنچایا تو گویا ہماری رسالت ہی نہ کی دیدۂ حق بیں کھول کر دیکھنا
چاہئے کہ جناب امیرؑ کی امامت اسلام کا ایسا رکن اعظم ہے کہ جس کی عدم تبلیغ پر تنقیص تبہ رسالت
ہو کر حبس نعمت ہو جاتا خدا نے ہمارے نبی کو اطمینان دلا دیا کہ عناد معاندین و شرور منافقین
سے تمہاری حفاظت کی جائے گی حکم ولایت کو بلا دغدغہ پہنچا دو سبحان اللہ حضرت امیرؑ کی
ولایت کیا ہی با جلالت ہے جس نے اسلام کی تکمیل کر دی جو ولایت کہ مکمل اسلام ہو اُسکو
اہل سنت داخل فرعیات کرکے فرد اصول سے خارج جانتے ہیں اسی واسطہ حضرت امیرؑ کی
امامت کے منکر ہیں۔ آنحضرت نے ایسی ہی امام کی شان میں فرمایا ہے من مات ولم یعرف
امام زمانہ مات میتتہ جاہلیۃ یعنی جس نے امام کو نہ پہچانا اور مر گیا وہ کافر ہو کر مرا
بعد ملاحظہ شان نزول آیۂ تکمیل دین و شکریۂ ختمی مآب یہ ولایت مرتضوی پس از وفات
خود اہل سنت کو فکر ہوئی کہ اب کیا کریں ایسے صاف و صریح معاملہ میں کسی طرح کی چہ میگوئی
کو بھی دخل نہیں۔ ناچار دبی زبان سے فرمانے لگے کہ بے شبہہ حدیث غدیر سے حضرت امیرؑ
کی خلافت ثابت ہوتی ہے اور مولی بہ معنی اولیٰ ہے مگر اس جگہ سے یہ بات مترشح نہیں
ہوتی کہ آپ خلیفہ بلا فصل ہیں بلکہ چوتھی درجہ پر بعد عثمان اُن کی خلافت مسلمات سے ہے
چنانچہ ملک العلماء دولت آبادی نے کتاب ہدایۃ السعداء اور ابو شکور نے کتاب تمہید فی بیان
توحید میں اسکو تسلیم کر لیا ہے عبارت یہ ہے واما قولہ بان النبی علیہ السلام جعلہ
ولیا فلذا اراد بہ فی وقتہ یعنی بعد عثمان رضی اللہ عنہ وفی زمن معاویۃ رضی اللہ
عنہ ونحن کذا نقول وکذا الجواب عن قولہ تعالیٰ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین

امنوا الایۃ فنقول ان علیا رضی اللہ عنہ کان ولیا وامیرا ھیذا الدلیل فی
ابہ ووقتہ وھو بعد عثمان رضی اللہ عنہ واما قبل ذالک فلا۔ ممکن تھا کہ ابو شکور
کا عذر واقتدار عند السنۃ دکھایا جاتا مگر بایں وجہ عبث سمجھا گیا کہ وہ عبارت بالا میں مع دیگر صاحب
کو رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں پس جب عالم کا ابو سفیان کے پور ذریعہ کی نسبت یہ اعتقاد
ہو اُس کی کھرے اور ٹکسالی سنی بلکہ کچھ اور ہونے میں کیا تامل ہے شاہ عبد العزیز صاحب بھی
عبارت بالا کی تصدیق و تائید فرماتے ہیں تحفہ میں قمرزن ہیں کہ آنحضرت نے جو ارشاد فرمایا
ہے کہ یا علی تمکو مجھ سے وہ نسبت ہے جو کہ ہارون کو موسےٰ سے تھی اُس کے یہ معنی نہیں کہ آپ
خلیفہ بلافصل ہیں رعایت ما فی الباب استحقاق امامت برائے حضرت امیر ثابت می شود در وقتی
وقت من الاوقات و ہو عین مذہب اہل سنت رجہلا سے تو میں گفتگو کرنا پسند نہیں کرتا البتہ
ذی عقل سنیونکو حلف دیکر پوچھتا ہوں کہ شاہ صاحب و ابو شکور وغیرہ علما کا یہ بحر لگانا کہ
بعد عثمان یا لو فی وقت من الاوقات) کس دلیل سے لایق تسلیم ہو سکتا ہے رسالتمآب صلی اللہ
علیہ والہ کے کلام صدق نظام میں اس تاویل علیل کی کہیں بو بھی نہیں آتی اور نہ اہل سنت
ثابت کر سکتے ہیں کہ کبھی عمر و بکر کے لئے آنحضرت نے تخصیص خلافت کی ہو بلکہ شاہ صاحب
تحفہ میں لکھ چکے ہیں کہ خلفاء ثلاثہ نہ معصوم اند و نہ منصوص جبکہ آیات و احادیث مندرجہ صدر
مسلمہ سنیہ سے حضرت امیر کا منصوص بخلافت ہونا پایہ ثبوت کو پہنچ گیا تو ہم کیسے یقین کر لیویں
کہ آنحضرت کا حدیث غدیر و منزلت ہارونی سے یہ منشاء تھا کہ بعد عثمان حضرت امیر کی ولایت
کا اثر محیط اسلام ہوگا ہم اسکا بھی یقین کر لیتے مگر اسی وقت جبکہ سنی صاحبان آنحضرت کی کوئی
ایسی دلیل دکھلا دیتے جس میں ثلاثہ کے لئے صریحی طور پر حکم خلافت ہوتا یا خود اقرار کرتے ہیں
کہ اُن کے لئے کوئی نص نبوی نہیں ہے امذریں صورت ہم کیونکر باور کر لیویں کہ آنحضرت کا یہ
منشاء تھا کہ علی بعد زمانہ عثمان خلیفہ ہوں گے نہایت شکر یہ ہے کہ علماء اہل سنت خصوصاً
شاہ صاحب نے حضرت علی کا خلیفہ منصوص ہونا تسلیم فرما لیا اور تت الضاف بدست منصفین

اہل سنت ہے دیدہ باید ہر چہار خلفاء سے کس خلیفہ کی خلافت کو منظور فرماتے ہیں آیا اُنکی
جن کے لئے کوئی حکم نہیں یا اُس کے جو کہ بقول اُن کے منصوص من الرسول تھا (علی) جبکہ بہ
باتفاق سنی و شیعہ کبھی آنحضرت نے ثلاثہ کو اپنی وفات کے بعد فرد خلافت نہ بنایا یا تھا لیکن کیونکر
سمجھ لیا جائے کہ حدیث من کنت مولاہ و حدیث منزلت سے آپ کی یہ مراد تھی کہ علی چوتھے درجہ
کی کرسی پر بیٹھیں گے اگر بہ نظر تامل دیکھا جائے تو آنحضرت ثلاثہ کی خلافت سے سخت آزردہ
تھے اور اُن کے ہاتھ پر بیعت کرنیوالوں کی تاب سے جنت رسائی بعید تصور فرماتے تھے جن کتب
اہل سنت میں یہ مضمون درج ہے اُن کے نام یہ ہیں۔ اکام المرجان مصنفہ بدرالدین بن
عبداللہ شافعی و مناقب اخطب خوارزم و وسیلۃ المتعبدین ملا عمر و توضیح الاسباب شہاب الدین
احمد و حسن السیرہ عبدالقادر بن محمد الطبری وغیرہ جملہ علمائے متذکرہ صدر بہ اسناد صحیح ابن مسعود
صحابی جلیل القدر کا بیان بہ این مضمون قلمبند کرتے ہیں کہ ایک روز جناب ختمی مآب نے کسی
سفر میں ٹھنڈی سانس بھری ابن مسعود نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا
فکر لاحق ہے کہ حضور مشوش ہو رہے ہیں حضرت نے فرمایا کہ یا ابن مسعود مجھکو اپنے زمانہ مابعد کا
فکر ہے ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے دست بستہ عرض کیا کہ پھر کسی کو اپنا خلیفہ و جانشین مقرر فرما دیجئے
حضرت نے استصواباً و استمزاجاً پوچھا کہ کسکو خلیفہ کروں اُنھوں نے رائے دی کہ ابوبکر کو امت
کا سردار بنا دیجئے یہ سنکر آپ نے سکوت کیا اور پھر لمبی سانس بھری ابن مسعودؓ نے پھر سبب
تاسف پوچھا اور وہی جواب پایا مرتبہ ثانی حضرت لاثانی کے لئے رائے دی مگر آنحضرت کا
حزن و ملال و تاسف و ابتہال برطرف نہوا تا وقتیکہ حضرت علی کا نام پیش کر دیا تب حضور نے
فرمایا کہ بخدا اسے عز و جل تم کبھی اُسکو خلیفہ نکروگے کاش تم لوگ اُسکی خلافت پر مجتمع ہو جاتے
تو علی وہ شخص ہے کہ تمکو جنت کا رستہ دکھا دیتا ابن مسعود سے شیخین کا نام سنکر حضرت کا سکوت
فرمانا صاف بتلا رہا ہے کہ آپ اُنکو اپنی جانشینی کے واسطے موزوں نہ جانتے تھے اور حضرت امیر
کو مثل ذات خود ہادی و رہنما سمجھتے تھے یہ مضمون دیکھ کر معتقدان خلافت خلفاء ثلاثہ بہت

چوکتے ہو کر یمین و شمال دیکھیں گے اور تا وقتیکہ علماء محولہ بالا کی عبارات نہ سنیں تمید نہیں کہ اسکا یقین فرمائیں لہٰذا اُن کا اطمینان مد نظر کرکے کتاب اکام المرجان کی عبارت بھی نذر کئے دیتے ہیں جس میں امام احمد بن حنبل کے حوالہ سے مضمون نقل ہوا ہے قال روی الامام احمد عن عبدالرزاق عن ابیہ عن عبداللہ ابن مسعود قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ وفد الجن فتنفس فقلت مالک یا رسول اللہ قال نعیت الی نفسی یا ابن مسعود قلت استخلف قال ومن قلت ابو بکر فسکت ثم مضی ساعۃ ثم تنفس قلت ما شانک بابی وامی یا رسول اللہ قال نعیت الی نفسی یا ابن مسعود قلت فاستخلف قال من قلت علی قال اما والذی نفسی بیدہ لئن اطاعوہ لیدخلون الجنۃ اجمعین ابن جوزی و علامہ سیوطی و امام ذہبی و مولف کشف الظنون نے اکام المرجان کی تعریف کرکے اپنی اپنی تالیفات میں اس سے اخذ مطلب کیا ہے اخطب خوارزم نے مثل اکام المرجان لکھ کر اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ اگر علی کو خلیفہ کرو گے تو تمکو جنت میں پہنچا دے گا مگر مجکو امید نہیں کہ آپ حضرات اسکو مسند نیابت پر بیٹھنے دیں حضرت بعلم نبوت خوب جانتے تھے کہ بعد ہمارے مسلمان علی سے آنکھیں پھرائیں گے اور تخت خلافت تک اُنکو نہ آنے دیں گے جسقدر کتب کے حوالے دئے گئے ہیں ممکن نہیں کہ کوئی شخص اُن کے ابطال پر قادر ہو - مگر چونکہ تحفہ شاہ صاحب بہ نظر اہل سنت زیادہ معتبر مانا جاتا ہے - لہٰذا تائید مضمون بالا اس سے امداد لیجاتی ہے تحفہ کے صفحہ (۳۱۷) پر درج ہے) از بعضے احادیث اہل سنت ظاہر میشود کہ بعض صحابہ از حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم التماس استخلاف نمودند فی المشکوٰۃ عن حذیفہ قال قالوا یا رسول اللہ لو استخلفت قال لو استخلفت علیکم فعصیتموہ عذبتم ولکن ما حدثکم حذیفۃ فصدقوہ وما اقرأکم عبداللہ فاقرؤہ رواہ الترمذی ماحصل یہ ہے حذیفہ کہتے ہیں کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ سے لوگوں نے درخواست کی کہ حضور خلیفہ مقرر فرمائیں جواب دیا کہ جسکو ہم اپنا نائب مقرر کریں گے اس کی تم لوگ

نافرمانی کروگے اور بوجہ عدم امتثال حکم خلیفہ عصیان وطغیان کے گہرے کنوؤں میں
جا گروگے۔ لیکن درباب خلیفہ حذیفہ جو تمکو خبر دیوے اُسکو صحیح سمجھنا۔ حیقرنے رسالہ
مشعل ہدایت میں لکھدیا ہے کہ بہ اتباع حدیث صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۲۴ حذیفہ ثلاثہ کو نانشکبد جانتے تو
تھے بلکہ انکو امامان شیطان سیرت وانسان صورت خیال کرتے تھے اور حضرت امیرؑ کو
امام الصدق اور خلیفۂ حق کہتے تھے۔ جبکہ حضرت امیرؑ متمکن بر سر خلافت ہوئے اسوقت حذیفہ
کوفہ میں علیل تھے۔ جبکہ اُنھوں نے حضرت کے خلیفہ ہونے کی خبر سُنی تو ممبر پر جاکر خطبہ پڑھا
اور فرمایا کہ اے اہل کوفہ دوڑو اور علی کے دست حق پرست پر بیعت کرو قسم خدا کی وہ بزرگ
اول وآخر اور ہر وقت میں حق پر ہیں یہ زمانہ اُس سے بہتر ہے کہ جو وقت وفات
رسول سے اسوقت تک گذرا حذیفہ نے دوسرے ہاتھ اُٹھاکر کہا کہ خداوندا گواہ رہنا کہ میں
نے علی سے بیعت کی اپنے بیٹونکو بلاکر سمجھا دیا کہ میں تو اب مرتا ہوں تم علی کو اپنا امام
جاننا اور اُن کی بیعت کرنا فلاح آخرت اسیکو ہے جوکہ اُن کے سایہ حمایت میں ہو پس
حذیفہ نے اگر ایمائی تو حضرت علی کے لئے نہ کہ اور کسی کے واسطے عمر وغیرہ کے لئے توکبھی
کہہ بھی نہ سکتے تھے کیونکہ عمر صاحب اُن سے پوچھا کرتے تھے کہ تم راز دار نبی ہو منافقین
امت کے نام تمکو حضرت نے تبلادئے ہیں سچ فرمائے کہ میرا نام بھی آپ کی فہرست میں درج
ہے حذیفہ نے اطمینان بخش جواب دیا صرف اتنا کہدیا کہ انت اعلم بنفسک یعنی تم
اپنی حقیقت سے آگاہ ہو اگر لیلتہ العقبیٰ میں شریک جماعت مفسدین تھے تو منافق
ہو ورنہ نہیں۔ پس جن لوگوں کے مقدمہ نفاق کو حذیفہ نے بلا تصفیہ چھوڑ دیا اور جنکو
انسان صورت وشیطان سیرت پایا اور جن کے زمانہ کو اہل کوفہ اور اپنے بیٹوں کے
سامنے بڑا بتلایا کب ممکن ہوسکتا ہے کہ حسب مفاد حدیث مشکواۃ اُس نے کبھی ثلاثہ کو خلیفہ
تبلایا ہو۔ واقعات خود کہہ رہے ہیں کہ سوائے حضرت امیرؑ کے کسی اور کے لئے حذیفہ نے
لب نہ ہلایا تھا حضرات اہل سنت بجائے خود یقین رکھتے ہیں کہ تمام صحابہ اور بالخصوص ثلاثہ

آنحضرت کے ازبس مطیع تھے اُن کے ہر حکم کی تعمیل اپنا فرض مذہب جانتے تھے۔ حقیر عرض کرتا ہے اگر وہ حضرات ایسے ہی تھے جیسا کہ اہل سنت سمجھ رہے ہیں تو تکذیب نبی لازم آتی ہے اگر تابع و منقاد ہوتے تو حضرت اُن کے منہ پر یہ کیوں کہتے کہ میرے مقرر کئے ہوئے خلیفہ کی تم نافرمانی کروگے اور بپاداش حکم عدولی سیدھے جہنم میں چلے جاوُگے سنیوں کو اختیار ہے نبی کو سچا جانیں یا اپنے عقیدہ کو ایسے لوگوں کو کوئی کافر بھی مسلمان نہیں کہہ سکتا جن سے آنحضرت کو یقین نافرمانی ہو اسی حدیث کے قریب صفحہ مذکور پر پھر شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ آنحضرت سے پوچھا گیا کہ بعد حضور کے کون حاکم ہوگا فرمایا اگر ابوبکر کو اپنا سردار کروگے تو انکو امین اور دنیا سے بے رغبت اور آخرت کی طرف مائل اور حق بات کہنے والا پاوُگے اور اگر عمر کو خلیفہ بنایا تو با شوکت و سطوت اور صاحب رعب و حشمت دیکھوگے۔ علی کو سردار کیا تو تمکو سید صاحبت کے دروازہ پر پہنچا دے گا مگر مجکو امید نہیں ہے کہ تم اُسکو خلیفہ کرو حق طلب لوگوں کو سوچنا چاہیئے کہ بعد نبی مسلمانوں کو کیسے شخص کی ضرورت تھی دانشمند اس سوال کا یہ جواب دے گا کہ جو ہادی ہدایت کرکے بہشت میں پہنچا دے سو ایسا ہونا اقرار ولایت مرتضوی پر حسب ارشاد نبی موقوف تھا جبکہ آنحضرت فرما چکے کہ تم اُن کی حکومت کو پسند نہ کروگے پس لازم آیا کہ وہ بزرگوار دنیا طلب تھے معاد آخرت پر اُن کی نظر نہ تھی اگر ہوتی تو بالضرور بعد انتقال ختمی مرتبت حضرت علی کے ہاتھ پر بعیت کرکے بلا روک بہشت میں چلے جاتے المختصر حضرات اہلسنت کا یہ خیال کہ آنحضرت کا حدیث غدیر سے یہ منشا تھا کہ علی امیر مومنان و سردار امت و نافذ الامر فی اسلام بعد عثمان ہونگے بالکل بعید عقل ہے بغرض اگر اس کو مان لیا جائے تو وہ علماء قطعی غلط خیال ثابت ہونگے جو کہ مولٰی کو بمعنی اولٰی جاننے سے گریز کرکے محبت و نصرت پر محمول کر رہے ہیں بہر دو صورت اہل سنت کو ضرور ہے اکام المرجان و تحفہ سے جو احادیث نقل کی گئی ہیں اُن میں کہیں عثمان کا نام تک نہیں پھر بعد عثمان کیونکر سمجھ لیا جائے براہ مہربانی علماء

اہل سنت اس جملہ کو درست کرکے تبلائیں تاکہ ہم بھی سمجھ لیویں جاننا اور سمجھنا چاہیے
کہ آنحضرت خوب جانتے تھے کہ یہ لوگ میرے خاندان کی بیخ کنی کرکے آل محمد سے حکومت
نکال کر دوسر ے خاندانوں کو تمتع دلائیں گے - لہذا آپ نے حضرت امیر سے فرما دیا تھا
کہ اے علی اپنے حقوق کے تلف ہو جانے پر رنج و افسوس نکر نا صبر وشکیبائی سے
کام لینا اس بیان کے متعلق رسالہ مشعل ہدایت میں کتب اہل سنت سے اکثر و بیش تر
مضامین نقل کر دیئے گئے ہیں اسجگہ مدارج النبوۃ سے ایک جملہ دکھلاتا ہوں -
شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ بوقت وفات آنحضرت نے وصیت کی اکہ یا علی -
بعد از من بسے مکروہات زمانہ بتو خواہد رسید باید کہ دلتنگ نہ شوی و چوں بینی کہ
مردم دنیا دنیارا اختیار کردند تو دین را اختیار کنی و راہ صبر پیش گیری اشاہ ولی اللہ
صاحب نے بھی ازالۃ الخفا میں تحریر فرمایا ہے کہ آنحضرت نے اُن تمام حوادث پر حضرت
امیر کو مطلع فرما دیا تھا جو کہ نبی کی وفات کے بعد اُن کو پیش آئے تھے اسی جہت سے
حضرت امیر بجائے خود متیقن تھے کہ ثلاثہ ہمارے حقوق کو لے لیں گے اور مسند
نبوی پر بیٹھیں گے بخاری شریف میں مرقوم ہے کہ ایک روز حضرت امیر و اللہ راضی
عنہ مرضیٔ سے اُس زمانہ میں جبکہ آنحضرت علیل تھے باہر آرہے تھے دروازہ پر حضرت
عباس سے ملاقات ہوئی اُنھوں نے پوچھا کہ حضور انور کا مزاج اقدس کیسا ہے جواب دیا
کہ بحمد اللہ اب اچھے ہیں جناب عباس نے فرمایا کہ میں اُن علامات سے واقف ہوں
جو کہ ہمارے خاندان والوں کو وقت مرگ روبکار ہوتی ہیں میری دانست میں اُن کو
یہ مرض الموت ہے جاں بری مشکل نظر آتی ہے تم میرے ساتھ چلو در باب خلافت
اُن سے دریافت کرلیں کہ بعد آپ کے کون فرماں روائے مملکت اسلام ہوگا حضرت
علی نے جواب دیا کہ میں اسکو دریافت نہیں کر سکتا کیونکہ جب اُن سے پوچھا جائیگا
سوائے میرے کسی کے لئے ارشاد نہوگا اور اُن کے بعد کوئی مجھکو امر خلافت پر متصرف

نہو نے دے گا جو شخص کہ اپنی خلافت بلا فصل پر ایسا یقین رکھتا ہو اُس کی ولایت
کو بعد زمانہ عثمان سمجھنا راہ سفاہت اختیار کرنا ہے - ہمارا مطلب فقط اتنا ہی
کہ حدیث غدیر و دیگر احادیث سے آنحضرت کا مقصود مولائیت حضرت امیر کا مشتہر
کرنا تھا بحمد اللہ وہ ثقات سنیان بلکہ پیر سنیاں عنی شاہ صاحب کے بیان سے
بوجہ اتم ثابت ہو گیا - اگر بخاطر داشت اہل سنت ابیات کو مان لیا جائے کہ منشا ر
آنحضرت بعد زمانہ عثمان تھا تو حضرت عمر ادائے تہنیت قبل از وقت سے چنداں عاقل
قرار نہیں پاتے کیونکہ اُنھوں نے ان الفاظ سے مبارک باد ادا کی تھی - اچھی صبح کی تم نے اے
ابوالحسن کہ میرے اور کل مومنین و مومنات کے مولےٰ ہوئے یہ واقعہ ۹ ہجری کا ہے اور
بعد عثمان ۳۵ھ میں حضرت امیر خلیفہ ہوئے - تعجب ہے حضرت دوم کی پختہ عقل پر کہ ایسے
واقعہ پر اظہار بشاشت فرمایا جسکا وقوع (۲۶) برس بعد ہوا اور پر ثابت کیا گیا ہے کہ اسی
جلسہ میں آیۂ الیوم نازل ہوئی یہ اُس سے بھی زیادہ عجب ہے کہ ولایت امیرالمومنین سے
اعلان سے تکمیل دین نبوی ہو اور وہ ولایت عرصہ دراز تک معرض التوا میں رہے
اگر اہل سنت کا یہ مقولہ (کہ بعد زمانہ عثمان) صحیح مان لیا جائے تو لازم آجائے گا کہ دین
نبوی تا ظہور ولایت جس کی حد غایت ۳۵ھ ہے ناقص و ناتمام رہا اور ثلاثہ نے نقص اسلام
کے زمانہ میں خلافت کی واللہ اگر ہزار بار سنگ خارا پر سر ماریں گے - کبھی اس طبع زاد فقرہ
کو ثابت نہ کر سکیں گے اکثر علما ر قائل ہوئے ہیں کہ بعد نزول آیۂ تکمیل دین پھر کوئی حکم
نازل نہیں ہوا چنانچہ تاریخ ابن واضح کاتب عباسی المعروف بہ یعقوبی میں جو عبارت
عربی لکھی ہے اُسکا اردو یہ ہے (بہ تحقیق کہا گیا ہے کہ بروایت صحیحہ ثابتہ صریحہ رسول اللہ
پر جو آیت سب سے آخر میں نازل ہوئی وہ (الیوم اکملت لکم دینکم) ہے اور یہ آیت درباب
امیرالمومنین علی ابن ابطالب علیہ السلام نازل ہوئی شاید بعض نا انصاف یرانی کتاب
کے حوالہ کو پسند نفرمائیں اُن کی تسکین خاطر کے لئے ایک نئی اور بہت معتبر کتاب کا

پتہ دیتا ہوں تحفہ کے باب دہم میں مطاعن خلیفہ دوم کا دفعیہ شاہ صاحب نے جو کیا ہے اُس جگہ دوات و قلم کے قضیہ میں رقم طراز ہیں کہ آنحضرت کوئی نیا حکم نہ لکھواتے تھے بلکہ پُرانے احکام کی تاکید مرکوز طبع اقدس تھی۔ کیونکہ غدیر خم میں آیۂ اکمال دین نازل ہو کر دین ہوئی کو مکمل کر چکی تھی بحمداللہ ثابت ہو گیا کہ بفحوائے اشتہار ولایت مرتضوی دین محمدی کامل ہو کر ایک دم کے لئے ناقص نہیں ہوا جو لوگ معتقد امارت امیرالمومنین ہیں اُن کا دین کامل ہے اور جن کو اس سے انکار ہوا اور ہے وہ صرف چھری مار مسلمان ہیں افسوس ہے کہ سنی صاحبان اپنی کتابوں کو بہ نظر تعمق نہیں دیکھتے آنحضرت نے حضرت امیر کو اسوقت خلیفہ کیا تھا جبکہ علی الاعلان دعوت اسلام شروع فرمائی تھی یہ مبارک وقت وہ تھا کہ جناب پر آیہ وانی ھدایہ (وانذر عشیرتک الاقربین) نے حسن نزول پایا تھا معنی یہ ہوئے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے عشیرہ اپنے کنبہ اپنے قریبوں عزیزوں کو عذاب الٰہی سے خوف دلاؤ اپس علمائے اہلسنت اور چار سو رحبتن یورپ لکھتے ہیں کہ آنحضرت نے علی کو اپنا وصی و وزیر و خلیفہ کر کے بنی ہاشم کو حکم دیا کہ اُس کی اطاعت و فرماں برداری پر کمربستہ ہوں اُن علماء اور مورخین کے نامی نامی لکھتا ہوں :

(۱) تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف بہ تفسیر خازن مولفہ امام علاء الدین علی البخاری البغدادی

(۲) تفسیر سراج المنیر مولفہ علامہ محمد شربینی خطیب

(۳) ابو اسحٰق احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی

(۴) ابن مردویہ تفسیر خود

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم مولفہ امام ابو محمد

(۶) امام محی الدین بغوی بہ تفسیر معالم التنزیل

(۷) تفسیر کبیر ابن جریر مولفہ امام ابو جعفر

(۸) شیخ علاء الدین علی المتقی بہ کتاب کنز العمال
(۹) امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی بہ کتاب دلائل النبوۃ
(۱۰) امام حافظ ابونعیم اصفہانی بہ کتاب دلائل النبوۃ
(۱۱) امام ابوجعفر محمد بن جریر یزید الطبری بہ کتاب تہذیب الآثار
(۱۲) علامہ ابراہیم بن عبداللہ وصابی یمنی شافعی بہ کتاب الاکتفاء فی فضل الاربعۃ الخلفاء
(۱۳) علامہ اخوند محمد بن خاوند شاہ ہروی بہ کتاب روضۃ الصفاء
(۱۴) غیاث الدین ہمام الدین الہروی بہ کتاب حبیب السیر
(۱۵) علامہ ملا حسین کاشفی بہ کتاب معارج النبوۃ
(۱۶) تاریخ ابوالفدا مولفہ ملک موئد اسمعیل ابوالفدا
(۱۷) تاریخ کامل مولفہ علامہ ابوالحسن علی بن محمد المعروف بابن الاثیر جزری
(۱۸) تاریخ کبیر طبری مولفہ امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری۔
(۱۹) کتاب المغازی مولفہ امام اہل سیر علامہ محمد بن اسحاق

اسمائے مورخین ملک یورپ مع پتہ کتاب

(۱) کتاب ہیروز اینڈ ہیروز ورشپ لکچر دوم۔ مسٹر کارلائل صاحب بہادر
(۲) کتاب اپالوجی فرام محمد اینڈ دی قرآن مولفہ ڈیونپورٹ صاحب
(۳) کتاب محمد اینڈ ہز سکسیسرز مولفہ واشنگٹن ارونگ
(۴) کتاب ڈکلاین آف رومن امپائر مولفہ مسٹر گبن

تمام علماء و مورخین کی عبارات جناب مولوی شیخ احمد حسین صاحب سنی المذہب تعلقہ دار پربانواں کی کتاب الآیات البینات متذکرہ اوراق بالا کے معائنہ سے واضح ہو سکتی ہیں چونکہ رسالہ ہذا میں اختصار مدنظر ہے لہذا صرف ایک عالم اہل سنت اور ایک مورخ یورپ کا بیان قلمبند کرتا ہوں۔

بیان عالم سُنی

ملک مویدؔ اسمٰعیل ابو الفدا تاریخ ابو الفدا میں جو کہ مشہور و معروف ہے بایں عبارت لکھتے ہیں کہ تین سال تک پیغمبر صاحب مخفی طور پر دعوت اسلام فرماتے رہے بعد اس کے اللہ جل شانہ نے اظہار دعوت کا حکم فرمایا چنانچہ جب آیہ (وانذر عشیرتک الاقربین) نازل ہوا تو آنحضرت صلعم نے علی مرتضیٰ کو بلا کر فرمایا کہ ایک صاع طعام اور ایک ران بکری کی اور ایک پیالہ دودھ کا تیار کرو اور بنی عبد المطلب کو بلاؤ تا کہ میں اُن سے کلام کروں اور حکم الٰہی پہنچاؤں حضرت علیؑ نے بہ تعمیل ارشاد پیغمبر علیہ السلام بنی عبد المطلب کو جو کہ کم و بیش چالیس آدمی تھے جمع کر کے کھانا حاضر کیا جسے سب نے سیر ہو کر کھایا پیا حالانکہ وہ اتنا تھا کہ ایک شخص کی خوراک ہوتا جب سب کھانے سے فارغ ہوئے اور آنحضرت نے چاہا اُن سے کلام کریں تو ابو لہب نے مبادرت کی اور کہا کہ تمہارے صاحب نے تم پر جادو کیا ہے اسپر تمام لوگ متفرق ہو گئے اور آنحضرت کو کلام کا موقع نملا حضرت نے علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ تم نے دیکھا اس شخص نے کلام میں مجھ پر سبقت کی اب کل پھر اسیطرح سامان دعوت مہیا کرو اور سبکو جمع کرو۔ چنانچہ حسب الارشاد دوسرے دن پھر سب جمع کیے گئے اور کھانا رکھا گیا جب سب کھا پی چکے تب پیغمبر صاحب نے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے قوم میں کسی ایسے انسان کو ملک عرب میں نہیں جانتا جو اپنی قوم کے لیے اس سے بہتر کوئی چیز لایا ہو جو میں تمہارے لیے لایا ہوں میں تمہارے لیے دنیا و آخرت کی نیکی اور بھلائی لایا ہوں اور اللہ تعالےٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہیں اس کی طرف بلاؤں پس تم میں سے کون ہے کہ اس امر میں میری مدد اور وزارت کرے اور وہ میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ ہو سب حاضرین یہ سنکر روگرداں ہوئے مگر علی مرتضیٰ علیہ السلام نے باوصف صغر سنی عرض کیا کہ یا نبی اللہ میں اس امر میں آپ کی وزارت کو موجود ہوں

اور آپ کی مدد کرنے کو حاضر ہوں پس آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کی گردن پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اے قوم بیشک یہ میرا بھائی میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے تم سب اس کا حکم سنو اور اس کی اطاعت کرو یہ سنکر سب لوگ ہنستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ابو طالب سے کہتے تھے کہ تم کو حکم دیا ہے کہ اپنے بیٹے علیؑ کی اطاعت کرو اور اسکا حکم سنو۔

بیان مورخ یورپ

کتاب اپالوجی فرام محمد اینڈ دی قرآن مولفہ ڈیونپورٹ صاحب محمدؐ صاحب نے باوجود اپنی پہلی کوشش میں ناکامیاب ہونے کے دوبارہ بنی ہاشم کی ایک جماعت کو اپنے مکان پر جمع کیا اور اُن کی ضیافت کی پھر کھڑے ہو کر خدا کے الہامی احکام سے اپنے سلسلے کے لوگوں کو آگاہ کیا اور با آواز بلند فرمایا کہ اے اولاد عبد المطلب جس خدا نے تم لوگوں کو افضل ترین نعمتیں عطا کی ہیں اسی کے نام سے تم لوگوں کو اس دنیا کی برکتیں اور آئندہ کی دائمی خوشیاں بخشتا ہوں پس تم میں سے کون شخص میرا بھائی میرا جانشین اور میرا وزیر ہوگا یہ سنکر سب لوگ خاموش ہو گئے بعض تعجب کرتے تھے اور بعض بے اعتقادی اور تمسخر سے ہنستے تھے آخر کار علی نے اپنی جوانانہ دلیری کے ساتھ پیغمبر کے حضور میں عرض کیا کہ اے پیغمبر میں موجود ہوں محمد صاحب نے اپنا ہاتھ اس نوجوان کی گردن میں ڈالا اور اسکو اپنے سینے سے لگا کر با آواز بلند فرمایا کہ میرے بھائی میرے وزیر اور میرے جانشین کو دیکھو اور تم لوگ اس کی بات سنو اور اس کی فرمانبرداری کرو نوجوان علی کی جرأت اور مستعدی پر قریشیوں نے ایک حقارت آمیز قہقہہ لگا کر اس کم سن خلیفہ کے باپ کو اپنے لڑکے کے سامنے جھکنے اور اس کی فرمانبرداری کرنے پر ملامت کی۔

میں قوی امید رکھتا ہوں کہ اب سنی صاحبان بالضرور ماہہ الانصاف زیب بدن کرکے یقین فرمالیویں گے کہ جس شخص کو آنحضرت نے اظہار نبوت کے وقت اپنا بھائی اور

وزیر اور خلیفہ قرار دیا اور جس نے صغر سنی میں اس جلیل عہدہ کے فرائض اپنے ذمہ
ہمت پر باوصف مخالفت اہل خاندان لے لئے وہ خلیفہ جائز اور جانشین مطلق بلکہ
شریک اجرائے نبوت و معین کار شریعت تھا اس کی وزارت و خلافت کا سلسلہ کبھی
نہیں ٹوٹا نبی نے اپنے اہل خاندان کو اس کے سامنے سر جھکانے اور اس کے حکم کے
ماننے کا حکم دیا۔ جو شخص کہ خاندان نبوت پر حکمرانی کریگا فرمان اپنے پاس رکھتا ہو وہ
کبھی کسی عمرو بکر کا تابع نہیں ہو سکتا اسکا اول و آخر ایک طرح کا تھا جو لوگ لفظ مولیٰ کو
بمعنی محب و ناصر سمجھے ہوئے ہیں یا اولیٰ بہ تصرف مانکر بعد عثمان کی شق قایم فرماتے ہیں
اُن کو سوچنا چاہئے کہ جو شخص ابتدائے رسالت میں خلیفہ کیا جائے اور جس کی گردن پر
تمام بار ڈالا جائے وہ بعد نبی اغیار کا مطیع کیونکر ہو سکتا ہے ہاں اگر آنحضرت یہ ارشاد
فرماتے کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ لکن بعد عثمان تو صاحب ہدایۃ السعدا کا مذکورہ
بالا مضمون صحیح ہو جاتا اب سوائے ازیں کیا کہا جائے کہ خلفاء ثلثہ کی نیازمندی اس
کہنے کی مقتضی ہوئی اے منکرین مولائیت حضرت امیر مضامین مندرجہ صدر دیکھ کر
آپ کی تسکین ہو گئی یا اب بھی بجوش محبت خلفاء ثلثہ گدائے گرسنہ ایک اور ایک کا مجموعہ
دو روٹیاں بتائے جاؤ گے ہمارے پاس حضرت امیر کی ولایت کا تو وہ تودہ ثبوت
موجود ہے گو کہ حضرات اہل سنت کثرت ثبوت دیکھ کر منزجر و کبیدہ خاطر ہوں گے
مگر قلم نہیں رکتا بار حبت و خیر کئے جاتا ہے نظر براں ایک اور عالم معتبر کو شہادت
میں پیش کرتا ہوں اُن کے بیان کو ملاحظہ فرماکر اہل سنت ضرور متاثر ہوں گے
جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کے برادرزادہ مولوی محمد اسمعیل صاحب دہلوی رسالہ امامت
میں رقمطراز ہیں کہ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ بروز قیامت علی
کی ولایت کا مسلمانوں سے سوال کیا جائے گا مولوی صاحب نے یہ بھی بیان کیا ہے
کہ آیۂ کریمہ (وقفوہم انہم مسئولون) سے یہ مراد ہے کہ بروز غدیر جو تشہیر و تذکرہ نے

جناب امیر کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اُس کی نسبت پوچھا جائے گا۔ صاحب مقدم الوصف
نے امام کی شان بھی بتلادی کہ وہ کیسا ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ خدا کے نزدیک
بہ اعتبار منزلت پہلے رسول ہے زاں بعد امام کتاب امامت ہیں۔ مولوی صاحب
ممدوح نے بڑی طولانی عبارت لکھی ہے جس سے امام کی رفعت شان ظاہر ہوتی ہے
حقیر نے وہ تمام تر عبارت رسالہ اعجاز داؤدی وبحث اصول دین میں لکھدی ہے یہاں
صرف ایک فقرہ متعلق بہ لفظ مولی عرض کیا جاتا ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
الستم تعلمون انی اولیٰ بالمومنین من انفسہم قالو بلیٰ فقال اللھم من کنت
مولاہ فعلی مولاہ وقال اللہ تعالیٰ یوم ندعو کل اناس بامامہم وقفوھم
انھم مسئولون قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہم مسئولون عن ولایۃ علی
یہ مضمون صداقت مشحون دیکھ کر عجب نہیں کہ بہانہ طلب لوگوں کو بات بنانے کا موقعہ
مل جائے اور حسب عادت کہہ اٹھیں کہ محمد اسمٰعیل صاحب شیعہ ہو گئے ہوں گے ورنہ کبھی
ایسا مضمون جس سے خلافت ثلاثہ کی شان درجۂ نابود پر پہنچتی ہے نوک زیر خامہ
نفرماتے۔ لہذا اُن کی اطمینان خاطر کے لئے عرض کیا جاتا ہے کہ دریوالا مولوی
صدیق حسن خانصاحب نے کتاب اتحاف النبلا میں مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی کی
بڑی لمبی چوڑی عبارت میں تعریف کی ہے اور اسقدر مداحی میں قلم فرسائی کی ہے
کہ پڑھتے پڑھتے دماغ چل جائے اس طولانی عبارت کا ایک فقرہ عرض کرتا ہوں
دایں ہمہ ترویج شریعت از شرق تاغرب ورفع بدع ومحدثات کہ می بینی وایں ہمہ
مذاکرہ علوم وکثرت صوم وصلوٰۃ وزکوٰۃ وآبادی مساجد کہ درہند مشاہدہ می کنی
ہم بدولت جد واجداد او ومولوی عبدالحی مرحوم ہست۔ گوئی درسرزمین ہندمثل
ایں دو بزرگوار کہ بجائے دو دو بزرشیخ خود بودند در بیں دوازدہ صد سال
کسے نبرساختہ اسلام را بعہد ایشان رونقے دیگر حاصل شدہ دشمن انبوہ فموشدہ را

بعرق ریزی ایشاں جانفے تازہ دست دادہ لاسیہ حکایات برکات وعظ ونصائح محمد اسمٰعیل وکثرت اہتداے مردم بہ پند و اندرزان ربانی جلیل چیزے است کہ مخالف وموافق دراں یک زبان ہست نتوان گفت کہ چہ قدر رسوم اشتراک وبدع از ہم متلاشی شد ومحدثات وکفریات از عالم بدر رفت انتہی۔ بقدر الحاجت۔

مقام غور ہے کہ اس جلالت وشان کا آدمی جسکا نظیر بقول مولوی صدیق حسن خان صاحب بارہ سو برس میں پیدا نہیں ہوا اور جسنے ہندوستان سے بدعات کو محو کرکے اسلام کا جھنڈا گاڑا اور وہ بھی جناب شاہ صاحب کا خاص بھتیجا ایسی بات کا قایل ہو کہ جناب امیر کی ولایت کا جو کہ روز غدیر معرض ظہور میں آئی تھی بروز قیامت سوال کیا جائیگا تو میں نہیں سمجہہ سکتا کہ ایسی صورت میں مولا کو بہ معنی اولی کوئی عاقل تسلیم کرسکے معلوم ہوا کہ شیخین رضی اللہ عنہما کے بارہ میں کسی مسلمان سے اس قسم کا سوال نہ کیا جائے گا اس کی وجہ ظاہر نہیں ہوتی کہ ایسے خلفا کی بابت جنکو راشدین کہا جاتا ہے کیوں پرسش نہوگی۔ حضرت امیر علیہ السلام تو چوتھے درجہ کے خلیفہ ہیں اور خلافت بھی ایسی ضعیف کہ بقول ولی اللہ زوال اسلام کا سبب ہوکر انسلاب عنایات ربانی کا باعث ہوگئی اور وہ تفضلات الٰہی جو کہ شیخین کے زمانہ میں شامل حال اہل اسلام تھے اُن کے وقت میں قطعاً مسدود ہوگئے تھے جس شخص کی ولایت کا سوال ہو اُس سے اہل سنت کو انکار ہو اور جن کے بارہ میں کوئی پرسش نہوگی انکی خلافت یہ اقتدار پائے کہ منکر کو کافر بنا دیوے یقین ہے کہ جماعت اہل انکار میں ایسے آدمی بھی ہوں گے جنکو تقلید دین آبای وناحق پرستی کے مقابلہ میں اصلاح عقبیٰ کا خیال ہو میں انہیں حق طلب لوگوں سے مخاطبہ کرکے حلف دریافت کرتا ہوں کہ سچ فرمائے باوجود ملاحظہ ایسے ثبوت کثیر کے کوئی اور حالت منتظرہ باقی ہے یا کہ اطمینان کامل ہوگیا اگر کوئی تشکیک وتوہم نہیں رہا تو کیا دیر ہے بسم اللہ ادھر آئیں کہ راکب سفینۂ نوح

ہو جیئے اور بدل اقرار کیجئے کہ مولا بہ معنی اولی ہے اور ولایت مرتضوی کا قیامت
میں سوال کیا جائے گا ۔ شاہ صاحب کے بیان سے اہل سنت بڑے مغالطہ میں ہیں
جو کہ مولی کو اولی سمجھنے سے انکار فرماتے ہیں ۔ انکو خبر نہیں کہ بڑے بڑے محققین نے
زچ ہو کر بالآخر یہ ہی کہدیا کہ بے شبہ حدیث غدیر سے خلافت ظاہر ہوتی ہے
مولوی رشید الدین خانصاحب شاگرد رشید شاہ صاحب نے رسالہ دایفلاح میں
مان لیا کہ مبرہن بودن خلافت حضرت امیر ازیں حدیث منافی مذہب اہل سنت نیست
یعنی حدیث غدیر سے خلافت مرتضوی کا ظاہر ہونا اہل سنت کو کوئی ضرر نہیں پہنچاتا ہے
اہل سنت کو فائدہ ہو یا نقصان ہمکو اس سے کوئی بحث نہیں ہمارا مطلب صرف اسقدر ہے
کہ بشیر و نذیر کا غدیر میں (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) فرمانا حضرت علی کی خلافت بلافصل
کا ثابت کرنیوالا ہے ۔ رشید الدین صاحب جو فرماتے ہیں کہ منافی مذہب اہل سنت نہیں
یہ عجب حیلہ ہے اگر مذہب سنیہ کی نفی لازم نہ آتی تو شاہ صاحب کیوں انکار کرتے بہرحال وہ
اُستاد تھے ۔ کئی گھاٹ کا پانی پیا تھا خوب جانتے تھے کہ اس کے اقرار سے ثلاثہ کی خلافت
رخصت ہو جائے گی لہذا منکر محض بن گئے اور دنیا کے سنیوں کو انکاری کر دیا اگر اُستاد کو سلام
کر کے شاد کا دامن اہل سنت پکڑ لیں اور حضرت کو بموجب کارروائی غدیر خلیفہ بلافصل اعتقاد
کر لیں تو پھر کچھ جھگڑا ہی نہ رہے ۔ اسلام میں جو کچھ بھی فساد ہے وہ ثلاثہ کا ہے اگر یہ
تینوں مسند خلافت سے اُٹھا دئے جائیں تو قصہ طے ہو جائے اطبا کا قاعدہ ہے کہ
جب مریض کا علاج کرتے ہیں تو پہلے اس مرض کے لاحق ہونے کا سبب معلوم کرتے
ہیں جب سبب مشخص ہو جاتا ہے اُس وقت نسخہ تجویز کرتے ہیں ۔ خُدا شفا دیتا ہے اسوقت
اسلام بیمار ہے اور بیمار بھی ایسا کہ آخر درجہ پر پہنچگیا ہے مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس
کا علاج کریں ورنہ مفسد کیڑے تمام بدن کھا جائیں گے میں اسوقت ایک نسخہ مرتب
کر کے عرض کرتا ہوں جو لوگ کہ اہل سنت میں طبابت کرتے ہیں وہ ادویہ اور اُس کے

اوز اس پر غور کر کے رائے سے رائے ملائیں۔

بیماری اسلام کا نسخہ

ہو الشافی

چونکہ حسب تصریح اول فی الواقع اور بقول مولوی خلیل احمد صاحب مؤلف مطرقۃ الکرامۃ (مسائل اعتقادیہ میں سے فیما بین فریقین سب سے زیادہ اختلاف مسئلہ امامت میں ہے) پس مرض تشخص ہو گیا ہر دو فرقہ کے اطبا تشخیص میں متحد الرائے ہو گئے اب علاج بآسانی ممکن ہے مسلمانوں کو لازم ہے کہ خلافت کا تصفیہ رسول کے ارشاد پر کریں۔ اگر نبی نے پس از وفات خود خلیفہ نہیں کیا جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت عمر کا ارشاد ہے تو اہل اسلام پر لازم ہے کہ کسیکو خلیفہ رسول نہ کہیں اور جس کسی نے بعد نبی بلا سند دعوے خلافت کر کے اپنے آپ کو خلیفہ رسول کہا اور لوگوں سے کہلوایا اسکو خلیفہ ناجائز اور خلیفہ کہنے والوں کو بر رو مسلک بدعت سمجھیں۔ بصورت دیگر اگر نبی نے پس از وفات خود اسکا انتظام کر دیا تھا تو اس کی خلافت کے معتقد ہوں اور جو لوگ کہ نبی کے حکم سے روگردانی کر کے اپنی رائے کو دخل دیں انکو باغی و طاغی سمجھا جائے میں نہیں سمجھ سکتا کہ میری اس آزادانہ اور منصفانہ تجویز سے کسیکو انکار ہو جس عقلمند کے سامنے یہ جملہ بیان کیا جائے گا وہ ضرور میری رائے سے اتفاق کرے گا اگر متفق نہو گا تو قید اسلام سے نکلکر کچھ اور بنجائے گا

سنی صاحبوں کو باتباع ارشاد عمر بہ قاطبۃ انکار ہے کہ آنحضرت نے کسیکو خلیفہ نہیں کیا اسی جہت سے شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ خلفاء ثلثہ منصوص نہیں ہیں پس ایسے شخصوں کو خلیفہ نہ ماننے سے انپر کوئی الزام وارد نہیں ہو سکتا جو کہ اُن کو خلیفہ نہیں مانتے یا کہ اُن کے احکام و سیرت کو بہ نظر حقارت دیکھتے ہیں البتہ وہ لوگ ضرور ملزم ہیں جو اُن خواہ مخواہ خلفاء کو نبی کا سچا جانشین مان کر اُن کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں اور اُن کی خلافت کے نہ ماننے والوں کو کافر کہتے ہیں شیعہ صاحب فرماتے ہیں کہ نبی نے اول علی کو اُس وقت

خلیفہ کیا تھا جبکہ اپنی نبوت کو علی الاعلان کرنا چاہتا تھا عوام الناس تو درکنار اپنے
خاندانیوں کو صاف طور پر اُن کی اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے۔ شیعہ اپنے بیان کا ثبوت
کتب اہل سُنت سے پیش کرتے ہیں جیسا کہ ۱۹ علماء اور چار مورخین اہل یورپ سے اول کہا
گیا مرتبہ دوم غدیر میں اپنی وفات سے دو ڈھائی مہینہ قبل ایک لاکھ چوبیس ہزار
صحابہ کی موجودگی میں خلیفہ بنایا جس کا سنیوں کو بھی اقبال ہے۔ پس اگر مسلمان اُن لوگوں
کو خلیفہ نہ سمجھیں جو کہ بلا حکم نبی زبردستی خلیفہ ہو گئے تھے اور اس بزرگ کی خلافت کے
معتقد ہوں جس کو نبی نے بہ الفاظ واضح اپنا قایم مقام بنا دیا تھا تو اسلام میں کوئی فساد
نہ رہے اور جو عارضہ کہ عرصۂ کثیر سے لاحق حال ہو رہا ہے وہ بالکل اس گولی سے دفع
ہو جائے اس جگہ اہل سنت یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہر گاہ وہ خلافت کر کے چل دئے اب ہم کیونکر
اُنکو چھوڑیں اُنھوں نے تو خود دنیا کو چھوڑ دیا اب اگر ہم اُن کو خلیفہ نہ بھی سمجھیں تو کیا
ہوتا ہے وہ اپنا دنسخہ ذیل سے علاج کریں۔
فاتحہ تو اُن کی کوئی دلاتا ہی نہیں البتہ سنی صاحب اُن کی سیرت پر چلتے ہیں جو قوانین
و ضوابط وہ اپنی حیات میں جاری کر گئے ہیں اسپر عامل ہیں لازم ہے کہ خطبہ جمعہ و عیدین
سے اُن کے نام نکال کر ائمہ علیہم السلام کے اسمائے گرامی میں داخل کریں اور جسقدر احکام
ثلاثہ زیر عمل ہیں اُن سبکو دفتر اسلام سے نکال کر خدا و رسول کے احکام پر چلیں اور چونکہ
وہ لوگ ناجائز طور پر متمکن سریر اسلام ہوئے تھے لہذا اُنکی ارواح سے یا ضابطہ برتاؤ
کریں جو کہ مخرب دین اور بدعتی لوگوں سے کیا جاتا ہے اگر حضرات اہل سنت نے تجویز حقیر پر
عمل کیا تو انشاء اللہ تمام مفسد مادہ اُن کے رگ و پے سے نکلکر بدن کو ایسا صاف و
شفاف بنا دے گا کہ جیسے زنگ آلود برتن کو قلعی گر چمک دار بنا دیتا ہے اور اگر اس
نسخہ کو نہ پیا اور چرک آلود لباس بدن سے نہ اُتارا تو عند السوال ولایت جناب
امیر المومنین سوائے خاموشی کچھ نہ کہہ سکیں گے ہر چند کہ حضرات سنیہ کو ایسا قوی ثبوت

دکھلایا گیا ہے کہ جس کے معائنہ سے انشاء اللہ بدل خواستہ و ناخواستہ اقرا لغز ماہیں گے
کہ ہونے یہ معنی اولیٰ ہے اور بعد نبی سوائے علیؑ جو اسلامی مسند پر بیٹھے وہ خلیفہ ناجائز تھے
مگر دل چاہتا ہے کہ کچھ اور شواہد ایسے پیش کئے جائیں جس سے اُن کے یقین میں ترقی
ہو زمانہ میں یہ عام رسم ہے کہ جب کوئی رئیس یا کسی منصب کا گدی نشین اپنے بیٹے یا
داماد یا کسی اور عزیز کو عہدۂ قایم مقامی سے سرفراز فرماتا ہے تو تمام اراکین دولت
و اعیان مملکت حتیٰ کہ بیگمات اس موقع پر اظہار بشاشت کرتی ہیں۔ نوبت خانہ میں
دف و نقارے بجائے جاتے ہیں قایمقام کے سر پر پگڑی بندھتی ہے۔ شعرا با امید انعام
قصیدہ پیش کرتے ہیں حسّاد و بدنہاد آتش بغض و عداوت سے جلکر خاک سیاہ ہوتے ہیں
یہ تمام صورتیں وادی غدیر میں پیش آئیں شادیانے کی جگہ حضرت بلال نے نعرۂ حی علی
خیر العمل سے گنبد دوّار کو ہلا دیا اور حسب روایت دار قطنی کما فی الصواعق و روایت ثعلبی
کما فی زین الفتیٰ وغیرہ جناب ابوبکر و عمر نے بہ اتفاق مبارکباد دی اور حسب روایت (۱۴۴)
کس علمائے سنیہ جن کے نام نامی مع عبارت و حوالہ کتاب جلد دوم غدیر میں صفحہ (۱۲۳)
پر درج ہیں تنہا جناب عمر نے رسم تہنیت کو ادا کیا۔ مولوی ولی اللہ لکھنوی بحوالہ مشکوٰۃ
شریف مراۃ المومنین میں لکھتے ہیں (کہ ملاقات کرد علی مرتضیٰ را بعد ازیں حکایت
عمر ابن خطاب و گفت گوارندہ باش و شاباش اے پسر ابو طالب کہ صبح کردی و شام
کردی و گشتی مولائے ہر مومن مرد و زن) کچھ شیخین پر ہی موقوف نہیں بلکہ اُس روز تمام
کیمپ میں غلغلہ مبارک باد مچا ہوا تھا وہی ولی اللہ جنکا ذکر اوپر آچکا ہے عبارت ماسبق
کے آخر میں لکھتے ہیں) بالجملہ چوں ایں حدیث در غدیر خم واقع شد ہر صحابی کہ از حضرت
امیر ملاقات میکرد مبارکبادی داد۔ صاحب روضۃ الصفا و معارج النبوۃ و حبیب
السیر وغیرہ لکھتے ہیں، کہ چوں حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم در غدیر خم حدیث
من کنت مولاہ فعلی مولاہ در شان امیر المومنین علیہ السلام فرمود پس فرود آمد و در خیمہ

خاص خود بہ نشست و فرمود کہ امیر المومنین علی در خیمۂ دیگر بہ نشیند بعد از ان طبقات
خلایق را فرمود تا بہ خیمۂ علی رضی اللہ عنہ رفتند و زبان بہ تہنیت کشادند چوں مردم
ازیں امر فارغ شدند امہات مومنین بفرمودن آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نزد علی رفتند و اورا تہنیت دادند - امہات المومنین میں اول درجہ کی ذی عزت
بیگم حضرت عائشہ صدیقہ تھیں ضرور ہے کہ یہ بھی ادائے تہنیت میں رطب اللسان ہوئی
ہوں افسوس ہے کہ جنگ جمل میں اسکا مطلق خیال نہ رہا سوائے ازاں ۱۳ کس علمائے
اہل سنت لکھتے ہیں کہ بروز غدیر آنحضرت نے حضرت علی کے سر پر عمامہ باندھا اور فرمایا
کہ بدر و حنین میں جو ہماری امداد کو فرشتہ آئے تھے اُن کے سروں پر اسی قسم کے عمامے
بندھے ہوئے تھے نام اس عمامہ کا سحابہ تھا دیکھو حدیث غدیر کی جلد دوم کا حصہ
ثانی از صفحہ (۳۰۳ لغایت (۳۱۰) اب تمام رسومات مسند نشینی ختم ہو چکیں بقول آٹھ کس
علمائے جلیل القدر حسان ابن ثابت شاعر اسی وقت قصیدہ انشا کرکے کھڑے ہوئے
اور حسب تصریح ابن جوزی مندرجہ کتاب تذکرۃ الخواص الائمہ اس طرح پڑھنا شروع کیا

ینادیہم یوم الغدیر نبیہم	بخم فاسمع بالرسول منادیا
وقال فمن مولاکم و ولیکم	فقالوا ولم یبدوا ہناک التعامیا
الٰہک مولانا و انت ولینا	وما لک منا فی الولایۃ عاصیا
فقال لہ قم یا علی فاننی	رضیتک من بعدی اماماً و ہادیا
فمن کنت مولاہ فہذا ولیہ	فکونوا لہ انصار صدق موالیا
ہناک دعا اللہم وال ولیہ	وکن للذی عادی علیا معادیا

حسان ابن ثابت قصیدہ پڑھ چکے الفاظ کے منتظر ہیں وہی ابن جوزی خاتمہ اشعار پر
لکھتے ہیں کہ جسوقت حضرت تمام مضمون سُن چکے تب ان کلمات دعائیہ کا انعام مرحمت
فرمایا (یا حسان لا تزال مویداً بروح القدس ما نصرتنا او نافحت عنا) صاحب فرائد

اسمٰعیل نے بہ مثل ابن جوزی اپنی کتاب میں اشعار مندرجۂ ذیل نقل کرکے لکھا ہے کہ جب آنحضرت جناب امیرؑ کو مولائے مومنین قایم کرکے دعائیں وغیرہ سب دے چکے اسوقت حسان ابن ثابت نے دست بستہ عرض کیا کہ یا حضرت اگر ارشاد ہو تو میں آج کی اس کیفیت کو نظم کردوں حضرت نے فرمایا کہو خدا تمہیں برکت دے ان تمام واقعات پر نظر کرکے صاحبان بصیرت سوچیں کہ آنحضرت نے بارہا مواطن متعدد و مقامات متکثر میں اپنے اہلبیت و بالخصوص جناب امیرؑ کی فضائل بیش از بیش ارشاد فرمائے ہیں آیتیں بھی نازل ہوئی ہیں مگر اہتمام و انتظام کسی تقریب میں نہیں ہوا عقل باور نہیں کرتی کہ محض علی کو محب و ناصر مومنین بیان کرنے پر یہ تزک و شان دکھلایا گیا ہو حسان ابن ثابت کے اُس شعر پر بھی نظر ڈالنی چاہیئے جس میں امامت و ہدایت کو بعد نبی مختص بذات مرتضوی بیان کیا ہے وہ شعر یہ ہے۔

فقال لہ قم یا علی فاننی رضیتُ من بعدی اماماً وھادیا

بیشتر کس علماء باتفاق لکھتے ہیں کہ حسان نے بحضور جمیع صحابہ بعد آنحضرت حضرت امیر کو ہادی و امام بیان کیا اور اس بیان کرنے پر امداد روح القدس کا انعام پایا اگر مولےٰ کے معنی محب و ناصر کے ہوتے تو حسان کا امام و ہادی کہنا اور اُسپر دعا کا انعام لینا کوئی معنی پیدا نہیں کرسکتا وہ روز سعید ۲۷ رجب المرجب سے عزو وقعت و خیر و برکت میں کم نہ تھا کیونکہ تاریخ موصوف کو جناب رسالتمآب علیہ الصلواۃ والسلام مبعوث برسالت ہوئے ہیں اسروز اہل اسلام شکریہ کے روزے رکھتے ہیں۔عید کرکے باہم بغلگیر ہوتے ہیں علی ہذا ۱۸ ذی الحجہ کو ولایت حضرت امیرؑ سے تکمیل دین ہوئی خدا نے اپنی تمام نعمتوں کو شامل حال اسلام فرمایا۔ آنحضرت نے محنت شاقہ سے جو اجرائے اسلام میں کوشش فرمائی تھی اُس کے جلدو میں سارٹیفکٹ رضامندی حاصل کیا۔چونکہ اُس ابتدائے مبارک یعنی بعثت عنی مرتبت کی یہ انتہا ہے لہذا ادب شناس نبوت آج بھی عید کرکے روزے

رکھتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں برادران ایمانی کو بہ نظر خوشنودی خدا اور رسولؐ و علیؑ و بتولؑ مدعو کرتے ہیں۔ غربا و محتاجین سے سلوک ہوتے ہیں حضرات اہل سنت روز غدیر کی حقیقت سے بھی واقف نہیں چنانچہ شیخ نجف علی صاحب تحصیلدار شیرکوٹ ضلع بجنور رئیس موضع سیکری ضلع مظفرنگر نے حقیر سے دریافت کیا کہ روز غدیر میں کیا خصوصیت ہے جو حضرات شیعہ اسُدن کو از جملہ عباد قرار دے کر ابواب فرحت و سرور کشادہ کرتے ہیں میں نے عرض کیا کہ ہم لوگ مسلمان ہیں اور بوجہ محمدی ہونے کے بحکم مذہب مجبور ہیں اگر ہم اسُ روز بزرگ کو بہ نظر حقارت دیکھیں تو لازم آجائے گا کہ ہمکو اسلام سے پوری محبت و دلچسپی نہیں (تحصیلدار صاحب) ہم لوگ جو غدیر کی عید نہیں کرتے۔ لہذا آپ کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں (حقیر) آپ صرف گوشت خور مسلمان ہیں اگر پکے دیندار ہوتے تو ضرور عید مناتے۔

(تحصیلدار صاحب) آخر کہئے تو سہی ایسا کیا نادر روزگار معاملہ روز غدیر پیش ہوا جو اسُ کا عید سمجھنے والا پکا مسلمان کہا جائے۔

(حقیر) معاملہ بعد میں بیان کروں گا پہلے آپ میرے ایک سوال کا جواب دیدیں اور وہ یہ ہے کہ تحصیل شیرکوٹ میں فرض کر لیجئے کہ کسی اتفاق سے لاٹ صاحب بہادر تشریف لاکر آپ کی تحصیل کا معائنہ کریں اور بعد ملاحظہ دفتر وغیرہ اعمالنامہ کی کتاب میں اپنے قلم سے لکھدیں کہ اس تحصیلدار نے اپنے فرائض منصب کو اس خوش اسلوبی سے پورا کیا کہ جس سے حضور انجانب نہایت محظوظ ہوئے لہذا دوام کے لئے اس کے کام سے رضامندی ظاہر کرتے ہیں سچ فرمائے کہ اسُ روز آپ کی ذات آپ کی اولاد آپ کی ازواج آپ کے عملہ آپکے احباب کو کیسی مسرت ہوگی۔

(تحصیلدار) بے شبہ وہ انتہائے شادی و بہجت کا موقع ہے اسروز ہم خیرات کریں دوستونکو کھانے کھلائیں ہمارے اقربا اکثر اسُ دفعہ کو فخریہ طور پر الفاظ گوناگوں سے بیان کریں

تمام اہلکاران تحصیل اور احباب فرط مسرت سے جامہ میں نہ سمائیں۔
(حقیر) اگر آپ کے اقرباء سے کوئی شخص اس دن کو کبھی بھولے سے بھی یاد نہ کرے یا یہ کہ یاد کرنے والوں کو بُرا سمجھے اور اس روز کے خوش ہونے والوں کو ہلکی نگاہ سے دیکھے وہ آپ کے نزدیک کیا وقعت رکھتا ہے۔
(تحصیلدار صاحب) لاحول ولا قوۃ جس دن مجکو عمر بھر کی محنت کا صلہ امید سے زیادہ ملا اگر میری بی بی میرے بیٹے میرے دوست میرے نوکر اس دن کی قدر نکریں تو میں سمجھوں گا کہ وہ میرے سچے ہمدرد اور خیر طلب نہیں ہیں۔
(حقیر) بس اس وقت آپ اپنے نفس کو حاکم قرار دے کر فیصلہ کریں کہ جس دن نبی کی محنت منظور باری ہو کر دین کی تکمیل ہوئی اور خدا نے صاف لفظوں میں حکم بھیجدیا کہ اے محمد ہم تمہاری کوشش سے جو اجراء دین میں کی گئی رضامند ہو گئے اور اپنی جملہ نعمات تمام ہیں تمکو دیدیں اس دن کا خوش ہونے والا نبی کی امت میں وفادار شمار کیا جائے گا یا وہ شخص جو کہ کبھی بھولے سے اس واقعہ کو یاد نہیں کرتا بلکہ اس دن کے خوش ہونیوالے کو بُرا سمجھتا ہے جیسا کہ آپ کے نزدیک لاٹ صاحب کی خوشنودی مزاج سے ناخوش ہونیوالا بُرا ہے ایسا ہی نبی کے نزدیک وہ گروہ بدترین امت ہے جس نے واقعۂ غدیر کو بھلادیا چونکہ اس کبرسنی تک آپ نے کسی عالم سے ان واقعات کو نہیں سُنا لہذا فرمائیے کہ آپ یا آپ کے عالم یا تمام اہل مذہب کیونکر یہ دعوے کر سکتے ہیں کہ ہم سچے مسلمان ہیں۔
یہ تمام تقریر سُنکر تحصیلدار صاحب کا رنگ زرد ہو گیا اور کچھ جواب نہ دے سکے۔ جبکہ حقیر نے اُن کو مشوش دیکھا تو عرض کیا آپ محجوب نہوں یہ تمام قصور آپ کے علماء کی گردن پر ہے کہ اصل واقعات سے اطلاع نہیں دیتے۔ کبھی برسبیل وعظ تم لوگوں کو نہیں سناتے کہ روز غدیر کس مرتبہ کا دن ہے سید علی ہمدانی نے موّدۃ القربیٰ میں اور اخطب خوارزم نے کتاب مناقب میں لکھا ہے کہ ۱۸ ذی الحجہ کو جس میں نبیؐ نے علی کو اپنا قایم مقام

تبایا روزہ رکھنا بارہ برس کے روزہ کی برابر ثواب رکھتا ہے۔ عبارت مودۃ القربیٰ دکھائی جاتی ہے عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال من صام یوم الثامن عشر من ذالحجہ کان اللہ کصیام ستین شہرا و ھوالیوم الذی اخذ فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بید علی فی غدیر خم فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخذل من خذلہ وعن الباقر عن ابائہ علیہم السلام من ذالک بل یروی عن کثیر من الصحابۃ فی اماکن مختلفہ ھذا الخبر خیر یہ تو ایک درمیانی قصہ بطور جملہ معترضہ تحیف نے بیان کیا اہل ایمان کو توجہ فرمانا چاہئے کہ جس ولایت کی یہ توقیر ہو کہ روز وقوع کے روزہ کا بارہ برس کے روزہ کی برابر ثواب ہو اسکو محمول بہ نصرت ومحبت کرنا بعید العقل ہے اصل واقعہ یہ ہے کہ اہل سنت سے جسطرح ممکن ہوتا ہے ایسے معاملات کو چھپاتے ہیں جن کا تعلق خاندان نبوت کی عزت ومحامد سے ہوتا ہے کوشش تام کرتے ہیں چنانچہ شاہ صاحب نے تحفہ میں لکھا ہے کہ شیعہ جو غدیر کو خوش ہوکر روزہ رکھتے ہیں یہ بدعت ہے سنی صاحب المجتبیٰ کی کتاب دیکھ کر یہ قیاس کر لیتے ہیں کہ غدیر کے دن خوش ہونا اور روزہ رکھنا بدعت ہے اہل سنت کو آگاہ ہونا چاہئے کہ واقعہ غدیر کے انکار سے اکثر لوگ مبتلائے بلیات شدید ہوئے ہیں اُن کو لازم ہے کہ اس سے انکار نہ کریں ورنہ ممکن ہے کہ بروز قیامت کسی بلائے عظیم میں مبتلا ہوجائیں دوچار آیسے آدمیوں کے حالات حوالہ قلم کرتا ہوں کہ جنکو عید غدیر کے انکار نے گرفتار پنجہ مصیبت کیا ہے۔ ازانجملہ ایک شخص نعمان بن فہری سے منقول ہے کہ جب آنحضرت غدیر میں اعلان مولائیت حضرت امیر کرکے مدینہ کو واپس ہوئے اور صحابہ اپنے اپنے وطن اور اسکان کو پھرے اور یہ خبر عام طور پر شائع ہوئی کہ محمد صلعم نے اپنے داماد وابن عم کو اسلامی دنیا کا بادشاہ بنایا جن کے مزاج میں مادہ حسد زیادہ جوش زن تھا اُنکو سخت بیچینی ہوئی

اور آتش عناد سے جل بھن کر خاک سیاہ ہوگئے از انجملہ حارث بن نعمان فہری اس خبر کو سننے سے مثل مار دم بریدہ پیچ کھاتا ہوا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور بصد طیش و غضب اونٹ سے اُتر کر بے ادبانہ چیں بہ جبیں ہوکر کہنے لگا کہ اے محمد آپ نے نماز روزہ و حج و زکواۃ و جہاد وغیرہ کا ہمکو حکم دیا سب منظور کیا ہماری اتنی بات پر آپ کو صبر نہ آیا اب یہاں تک نوبت پہنچی کہ اپنے بھائی کو ہمپر سردار کیا سچ فرمائے کہ یہ کارروائی آپ نے بحکم آسمانی کی یا کہ اپنی طبیعت و مقتضائے محبت سے حضور نے فرمایا کہ اے ابن نعمان واللہ میں نے ایسا نہیں کیا بلکہ خدا نے مجکو حکم دیا ہے کہ تمام امت علی کے ہاتھ میں دیدوں یہ سنکر وہ مردود آگ ہوگیا آسمان کی سمت ہاتھ اٹھا کے کہنے لگا کہ یار خدا اگر یہ سچ ہے تو ابھی آسمان سے ایک پتھر گرا بقدرت خدا ایک پتھر اس ملعون کے سر پر گرا اور زیبگاہ سے نکل گیا اسی وقت آیہ کریمہ (سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع) نازل ہوئی اٹھارہ علمائے نامی نے اس واقعہ کو اپنی اپنی تالیفات و تصنیفات میں درج کرکے قلوب منکرین کو بہ مثل مقعد حارث بن نعمان فہری پارہ پارہ کیا ہے۔ جلد دوم حدیث غدیر کے حصہ ثانی صفحہ (۱) لغایت (۱۲۴) پر جملہ علمائے سنیہ کے بیانات درج ہیں جسکو شوق ہو کتاب موصوف میں جس کے ہزارہا طبع شدہ جلدیں موجود ہیں دیکھ لیوے اگر لفظ مولے سے حسب خیال اہل سنت آنحضرت کا اتنا ہی منشا ہوتا کہ علی محب و ناصر و مددگار ہیں تو موقع یہ حارث مذکور کے رنجیدہ خاطر ہونے کا نہ تھا کیونکہ اگر کسی دشمن کو بھی یہ معلوم ہوجائے کہ فلاں دشمن میرا دوست و مددگار ہے تو اسکو سوائے خوش ہونے کے کوئی موقع آزردہ ہونیکا نہیں ملتا نہ معلوم اس منحوس نے کیوں عذاب واقع کی خواستگاری کی جسوقت کہ وہ مردود مذکور غصہ سے ہونٹ چبا رہا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیتے کہ کمبخت گرگٹ کی طرح کیوں رنگ بدل رہا ہے میں نے تو علی کو تمہارا ناصر و مددگار کیا ہے اس میں تیرا کیا حرج ہے۔ اگر ایسا معاملہ ہوتا تو اس کے غصہ

کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی حق یہ ہے کہ جب اطراف عالم میں یہ خبر شائع ہوئی اور حاضرین
خطبہ غدیر نے ایک نئے عالم اسلام کی خبر لوگوں کو سنائی اُسوقت حارث کو ملال ہوا
اور اس رنج نے کشاں کشاں جہنم کی آگ کو میسر کرائی جو حضرات کہ مولیٰ کے معنی لوٹ پوٹ
رہے ہیں وہ بے شبہ حارث کے ہمنشین ہوں گے یہ واقعہ تو آنحضرت کی زندگی کا تھا
بعد وفات سرور کونین جن لوگوں نے دیدہ و دانستہ معاملۂ غدیر کو ناشدنی قرار دے کر
چھپایا اُن کو بھی سخت مصیبت کا سامنا ہوا ہے (۹۸) کس علمائے اہل سنت نقل کرتے ہیں کہ جس
وقت در باب خلافت حضرت امیر سے جھگڑہ پیش آیا تو آپ نے بہ ثبوت خلافت خود چند صحابہ
سے جو کہ میدان غدیر میں حاضر تھے استشہاد فرمایا اکثر صحابہ نے گواہی دی کہ بے شبہ ہم نے
اپنے کانوں سے سُنا ہے کہ آنحضرت نے جناب کو مولائے مومنین فرمایا ہے اور آپ کو مخذول
کرنے والوں کو دعا بد دی لیکن بعض مرغ دیلا چکھنے والوں نے اغراض دنیوی پیش
نظر رکھ کر فرمایا کہ ہم بہ قصور مادۂ نسیان بھول گئے کچھ یاد نہیں رہا حضرت امیر نے غصہ ہو کر
اُن فراموشکاروں کے حق میں دعائے بد کی کہ اگر دیدہ و دانستہ اظہار حق میں بخیال
اکتساب دنیا یہ لوگ مضائقہ کرتے ہیں تو امراض ضعب و لا علاج میں مبتلا ہوں چونکہ اس
جماعت خود غرض و دنیا پرست نے سمجھ بوجھ کر حق پوشی کی تھی۔ لہذا کوئی مبروص ہوا
اور کوئی مجذوم ہوا۔ دیکھو حدیث غدیر کی جلد دوم کا صفحہ آخر از صفحہ (۱۲۵) لغایت ۱۵۵
ایک چھوٹی سی کتاب کی عبارت بھی عرض کرتا ہوں۔ ملا جامی شواہد النبوت میں لکھتے ہیں
روزے علی مرتضیٰ بر حاضران مجلس سوگند داد کہ ہر کہ از رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
شنیدہ است کہ گفتہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ گواہی دہد دوازدہ تن از انصار حاضر
بودند گواہی دادند یکے دیگر کہ آں را از رسول صلعم شنیدہ بود و حاضر بود اما گواہی نہ
داد حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرمود کہ اے فلاں تو چرا گواہی نہ دادی حالانکہ تو ہم
شنیدہ گفت من پیر شدہ ام و فراموش کردہ ام امیر گفت کہ خداوندا اگر ایں شخص

دروغ می گوید سفیدی بر شبرۂ وے ظاہر گرداں کہ عمامہ آنرا نہ پوشد راوی بود کہ واللہ من آں شخص را دیدم کہ سفیدی بر میان دو چشم وے پیدا آمدہ بود واز انجملہ آنست کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ گفتہ ہست کہ من در ہماں مجلس با مثل آں حاضر بودم و من نیز از انجملہ بودم کہ شنیدہ بودم اما گواہی ندادم و آنرا پنہاں داشتم خدائے تعالیٰ بینائی چشم مرا ببرد گویند کہ ہمیشہ بر فوت آں شہادت اظہار ندامت میکرد واز خدائیتعالیٰ آمرزش میخواست د بہ نظر اطمینان ناظرین کتاب انساب الاشراف سے ایک عربی عبارت نقل کی جاتی ہے قال علی علی المنبر انشد اللہ رجل سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم غدیر اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ الا قام فشہد وانحت المنبر انس بن مالک والبراء بن عازب وجریر بن عبداللہ البجلی فاعادھا فلم یجبہ احد فقال اللھم من کتم ھذہ الشہادۃ وھو یعرفہا فلا تخرجہ من الدنیا حتی تجعل بہ آیۃ یعرف بہا قال فبرص انس وعمی البراء ورجع جریر اعرابیا بعد ہجرتہ فاتی الشراۃ فمات فی بیت امہ مطلب عبارت ہذا کا وہی ہے جو کہ شواہد النبوۃ سے اوپر عرض کیا گیا۔ خدائے کریم کلام مجید میں فرماتا ہے ولا تکتموا الشہادۃ یعنی حق کو نہ پوشیدہ کرو۔ چونکہ صحابۂ رسول نے دیدہ و دانستہ امر صحیح کو چھپایا لہذا کوئی گنجا ہوا کوئی اندھا کوئی کانا وہ کیا اصحاب باحیا اور صاحب ایمان تھے دالصحابۃ کلہم عدول جو سنی صاحب فرماتے ہیں وہ عین صواب ہے بڑے ہی ثقہ اور عادل تھے سمجھ میں نہیں آتا کہ حضرت علی نے حدیث غدیر سے کیوں استشہاد بہ خلافت کیا درحالیکہ اس کے معنی حسب فرقوم اہل سنت محب و ناصر کے تھے اگر حضرت امیر محبت و نصرت مومنین سے دست کش ہو کر راہ عداوت اختیار کرتے تو اصحاب رسول حاضران وادی غدیر کو شہادت گاہ میں لاکر گواہی دلاتے اور کہتے کہ دیکھو بھائیو کل تم سب کی موجودگی میں انھوں نے نصرت اعانت مومنین کا بیڑا اٹھایا تھا آج اس سے پھر گئے اور بجائے نصرت عداوت کرنے لگے۔

چونکہ حضرت امیر علیہ السلام نے حدیث غدیر پر استدلال کرکے اپنا احق بخلافت ہونا ظاہر کیا اور صحابہ سے گواہی دلائی نظر براں سمجھا گیا کہ وہ حدیث موصوف کو مثبت اولٰے بہ تصرف جانتے تھے شاہ صاحب تحفہ میں بمقام بحث متعہ لکھتے ہیں دہر کہ غزوۂ خیبر را تاریخ تحریم متعہ گوید گویا دعوے غلطی و استدلال حضرت مرتضوی می کند و ایں دعوے شاہد جہل وحمق است، پس جو اہل سنت کہ بہ ابطال استدلال جناب امیر علیہ السلام بلکہ اکثر صحابہ حدیث موصوف بالا کو محمول بہ نصرت و محبت کرکے اولٰے بہ تصرف ہونے سے انکار کرتے ہیں وہ بقول شاہ صاحب جاہل احمق وسفیہ ہیں اور چونکہ شاہ صاحب ممدوح بھی اسی زمرہ میں داخل ہیں لہذا بحکم اخراد العقلاد علی انفسہم مقبول، خود بھی جاہل واحمق و مزید براں مجرم حلف دروغی ہو گئے۔

دیکھئے بعد ملاحظہ مضامین مندرجہ صدر حدیث غدیر کو بہ اتباع متعصبین محب و ناصر یقین کرکے کون کون حضرات جہل و سفاہت میں اول درجہ کی سند حاصل کرتے ہیں ان سب سے بالاتر ایک اور بات ایسی قوی عرض کرتا ہوں کہ جس کو معائنہ کرکے حضرات اہل سنت بالیقین سمجھ لیویں کہ مولے کے معنی اولٰے بہ تصرف یعنی حاکم امت کے ہیں وہ یہ ہے کہ بوقت تنازع خلافت جبکہ حضرت امیر نے صحابہ سے بدلیل حدیث غدیر اپنی خلافت پر گواہی دلائی اکثر نے ادائے شہادت کی اور بعض نے مثل انس و زید بن ارقم وغیرہ کے سچی بات کے بیان کرنے سے مضایقہ کیا جو لوگ گواہی دے گئے وہ شاداں و فرحاں اپنے اپنے گھر گئے اور جنھوں نے بعذر نسیان و پیرانہ سالی دیدہ و دانستہ امر حق کو چھپایا وہ بنجے کانے ہوئے مرد عاقل کو اس جگہ فکر کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ جلیل القدر صحابہ کیوں مارے پڑے بہرحال ان سے کوئی ایسا ہی شدید قصور ہوا تھا جس کی پاداش میں چہرہ کا نور آنکھوں کی بصارت۔ بدن کی صحت کو لیلیا گیا سوائے خدا کے بہ قدرت کسی کو نہیں ہے کہ مبروص و مجذوم و مشلول و اندھا کردیوے

اس قدرتی سزا نے بالکل یقین دلایا کہ مولے بہ معنی اولے ہے اگر نہ مانا گیا تو اعتقاد کرنا
پڑے گا کہ خدا نے معاذ اللہ ناحق سے صحابہ رسولؐ کو سزائے جسمانی دیکر انگشت نما کیا حضرات
سنیہ بڑے بہانہ جو اور سخت نا انصاف ہیں عداوت مرتضوی سے طرح طرح کی شقیں نکال
کر لوگوں کو راہ صواب سے دور کرتے ہیں جب ہر عنوان سے درباب مولے بند ہو جاتے
تو یہ حجت پیش کرتے ہیں کہ اگر مولے بہ معنی اولی ہے تو حضرت امیرؑ کو لازم تھا کہ خلفائے ثلثہ
کے سامنے اسکو پیش کرتے درحالیکہ اُن کی روبرو کبھی اسکا ذکر تک نہیں کیا بنا بر آں
سمجھا گیا کہ وہ حدیث غدیر کو درباب خلافت ناکافی سمجھتے تھے ۔مولوی ابو القاسم الہ آبادی
نے جو ایک چو ورقہ شائع کر کے تمام علمائے شیعہ سے سوال کیا ہے اسمیں اسی احتمال کو تقویت
دی ہے کہ بوجہ عدم احتجاج مرتضوی ہرگز یہ یقین نہیں ہو سکتا کہ حدیث غدیر مثبت خلافت
ہے افسوس ہے کہ کہنہ ملّا اور بعض نا تراشیدہ اپنے متقدمین کی کتابیں نہیں دیکھتے
نا واجب عقیدہ کے موافق جو چاہتے ہیں لکھدیتے ہیں جاہل بیچارے علماء کی تحریروں
کو وحی آسمانی سمجھ کر وہی غلط بات ذہن نشین کر کے بدراہ ہو جاتے ہیں ۔کاش اگر
سنی صاحبان مضامین مندرجہ صدر پر تھوڑا بھی غور فرمائیں تو ممکن نہیں کہ ایسی بات مُنہ سے
نکالیں کیا حضرت امیر کا حدیث غدیر کو روبروئے ثلاثہ پیش کرنا اُن سب باتوں
کا مُبطل ہو جائے گا جنکو بصراحت اوپر بیان کیا ہے میں انشاء اللہ اکابر فرقہ سنیہ کے
بیان سے ثابت کر دوں گا کہ حضرت امیرؑ نے روبروئے ابوبکر و عمر و دیگر صحابہ بروئے
حدیث غدیر اپنا حق بخلافت ہونا ثابت کیا ہے مگر اس سے پہلے اہل شعور کی خدمت میں
یہ التماس کیا جاتا ہے کہ ایک شخص بہ مقابلہ حریف چند ہتھیاروں سے برسر جنگ ہو سکتا ہے
از انجملہ اُس نے ایک حربہ سے اپنے دشمن کا کام تمام کیا تو کیا باقی آلات کی نسبت یہ کہا
جا سکتا ہے کہ وہ ناکارہ محض تھے نہیں ہرگز نہیں یہی حال جناب امیر علیہ السلام کا
ہے ۔آپکے پاس اپنی حقیقت کا اتنا بھاری ثبوت تھا کہ بہ مقابلۂ اغیار چند

آیات وروایات سے فوق لیجا سکتے تھے مگر جیسا موقع ہوتا ہے ویسا ہی کلام کیا جاتا ہے دیکھنا چاہیے کہ اول اول مسلمانوں میں کس بنیاد پر جھگڑا اُٹھا وہ یہ تھا کہ مہاجر و انصار نبیؐ کو تختۂ میت پر بےغسل چھوڑ کر باہم در سقیفہ میں برسرِ تکرار ہوئے ہر دو گروہ اور مدعیٔ خلافت ہو کر چاہتے تھے کہ خلافت ہمارے پاس رہے آخرکار یہ دلیل (الائمۃ من قریش) بمقابلہ انصار حضرت صدیق نے ڈگری پائی جناب امیر علیہ السلام کو لوگوں نے اطلاع دی کہ خلافت تکہ بوٹی ہو رہی ہے اگر اسوقت آپ وہاں پہنچ جائیں تو سب کی آتش طمع پر چھینٹا پڑ جائے گا کوئی دم نہ مار سکے گا آپ نے فرمایا لاحول و لاقوۃ الا باللہ مجھ سے یہ کب ہو سکتا ہے کہ بادشاہ کون و مکاں کو بلا دفن کئے خلافت کی تک و دو میں سرگرداں رہوں۔ غرضکہ میدان خالی پا کر جناب ابو بکر امیر اُمت بن گئے گروہ گروہ بیعت کر کے دائرہ اطاعت میں داخل ہوئے بعد استقرار خلافت جہت حصول بیعت حضرت امیرؑ کو طلب فرمایا آپ نے موضع طلب پر تشریف لیجا کر دریافت کیا کہ میں کیوں بلایا گیا ہوں۔ خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ اینجانب نیابت نبوی کے لئے انتخاب ہوئے ہیں اور تو سب لوگ بیعت کر چکے صرف نبیؐ صاحب کا خاندان خارج از احاطۂ اطاعت ہے اگر آپ بھی مجکو حاکم دین تسلیم کریں تو پھر کچھ کھٹکا ہی نہ رہے پیر پھیلا کر تخت خلافت پر آرام کروں حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا آخر یہ تو فرمائے کہ آپ نے بمقابلہ انصار کس حجت سے بازی لی ابو بکر جواب دہ ہوئے کہ ہم مکی ہیں اور وہ مدنی بوجہ قربیت چند پشت اور آنحضرت سے ہمارا سلسلۂ نسب ملتا ہے حضرت کے قرابت دار و اہلِ وطن سمجھ کر انصار خلال پا گئے حضرت امیرؑ نے فرمایا جس حجت پر آپ نے انصار کو خاموش کیا وہی میں خلافت آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں اگر بقول جناب انصار حصول منصب امامت قربیت پر ہے تو ہم بہ مقابلہ جناب آنحضرت سے قرابت قریبہ رکھتے ہیں قریش میں آپ بنی عدی ہیں اور میں بنی ہاشم آپ نبیؐ کے خسر میں داماد۔ حضرت میرے چچا زاد

بھائی تھے اور آپ کے کچھ بھی نہیں بہر عنوان ترجیح مجکو ہے گدی کو چھوڑ کر ادھر ہاتھ ملائے
یہ تقریر سنکر خلیفہ چکر میں آئے امیں سے ایک کا جواب اُن کے پاس نہ تھا صاحب روضۃ
الاحباب نے اس موقع پر ایک طولانی مضمون لکھا ہے اسجگہ ایک فقرہ لکھتا ہوں (ابو بکر صدیق
چوں دید کہ کلمات علی جملہ محکم و استوار و ہر یکے از آنہا مقابل صد کلمہ بل ہزار ست راہ رفق و
مدارا پیش گرفت۔ افسوس ہے کہ سوائے گڑگڑانے اور خوشامد کرنے کے خلیفہ جی کو کچھ نہ سوجھا
سنیونکو لازم ہے خلیفہ اول کی بنیاد خلافت کو دیکھیں کہ کتنی سطح زمین سے اونچی تھی
حضرت امیرؑ کے ایک دھکّہ کو بھی نہ سنبھال سکے بالجملہ حضرت امیر نے یہ تقریر محض اس غرض سے
کی تھی کہ خلیفہ صاحب نے اپنا تمام مایۂ ناز اسیکو سمجھا تھا اور بجائے خود اسی کو قبالۂ خلافت
قیاس کئے ہوئے تھے کاش وہ کسی آیت یا حدیث کو اپنی خلافت پر سند لاتے تو ویسا
ہی جواب پاتے جس بنا پر خلیفہ صاحب غرہ کناں سند خلافت کا گوشہ دبائے ہوئے
تھے اسیکو بحق خود حضرت علیؑ نے ایسا فایق ثابت کر دیا کہ خلیفہ صاحب کو بجز تسلیم سکوت
کوئی چارہ نہوا یہ عین حسن کلام ہے کہ جس دلیل کو مد مقابل مضبوط جانکر محل استدلال میں لائے
اُسیکو توڑ دیا جائے مثلاً ایک شخص فن تیر بازی میں دعوے تفرد رکھتا ہو تو اسکو بندوق
یا تلوار سے ہلاک کرنا اُس کے دعوے فردیت کو باطل نہیں کرسکتا۔ ہاں اگر اسکو تیر سے مارا
جائے تو عام لوگ سمجھ جائینگے کہ وہ اپنے دعوے یکتائی میں جھوٹا تھا۔ علی ہذا اگر حضرت
امیر خلیفہ صاحب کی اُس حجت کے مقابلہ میں جسکو سنکر انصار بند ہوگئے تھے حدیث غدیر
یا کسی اور منقبت کو پیش کرتے تو خلیفہ جی کی بات کا جواب نہوتا اور وہ اپنی دلیل میں کامل
شمار کئے جاتے لہذا وہ اُسے حجت سے مجروح کئے گئے کہ جسپر انکو تمام تر بھروسہ تھا مگر بعنایت
الٰہی ہمارا کیسہ خالی نہیں ہزارہا گل امید سے دامن بھرا ہوا ہے اگر حضرات اہلسنت اسکو قابل
وثوق جانتے ہیں کہ روبروے خلیفہ حدیث غدیر کا پیش ہوجانا اولے بہ تصرف کا تصدیق کرنیوالا
ہوتا تو اسکے لئے بھی حاضر ہیں منکرین ہو لا مُت کو تا ہ یہ دروازہ ہاتھ ملکا کم [illegible]

ہوش توجہ فرماکر مضمون کو دیکھیں جناب امیر کا ایک دیوان ہے جسکی شرح میبذی عالم سنی المذہب نے کی ہے اور اُس دیوان موصوف میں چند اشعار ایسے ہیں کہ جن کی معانی ومطالب بلا دخل تاویل اسپر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت امیرؑ نے خلافت کے تلف ہونے پر سخت افسوس ظاہر کرکے بروے حدیث غدیر وحدیث منزلت ہارون وغیرہ اپنا خلیفہ بلا فصل ہونا ثابت فرمایا ہے اشعار عربی جوکہ حضرت کی زبان درفشان سے نکلے ہیں چھوڑکر فارسی انکا ترجمہ درج کرتا ہوں جوکہ حسین میبذی شارح کے قلم سے نکلا ہے (یہ حقیقت دانند مردم کہ بخش من از اسلام افزوں می آید از ہر بخشے۔ واحمد پیغمبر برادر من وپدر زن من است بود خدا درود فرستادہ وپسر برادر من ست وبدرستیکہ من کشیدہ ام مردم را ہمہ بسوے اسلام از عرب وعجم۔ وکشندۂ ہر منہز وسردارم وسرکش از کافران بزرگ

از خلق جہاں پایۂ من بیشتر ست — در علم وعمل پایہ من بیشتر ست

جاہل کہ ز بخت من بگیرد خونش — در دیدۂ او خنجر من بیشتر ست

در قرآن لازم گردانید دوستی من واجب کرد فرمانبرداری مرا وخبرداد میدان در غدیر خم پس کیست از شما کہ برابر باشد مرا بخش من واسلام من وپیشی من وخوشی من (حسین میبذی) ؎

اے مہر تو بر تمام عالم شدہ فرض — در ذمۂ ہمت احسان تو فرض

بیمہر تو حق نمی کند ہیچ قبول — روزیکہ رسد نامۂ اعمال بعرض

آگے پھر عبارت شرح ہے (پس وائے۔ پس وائے۔ پس وائے مر کسی راکہ ملاقات کند خدا را باستم کردن با من ووائے پس وائے مر انکار کنندۂ فرمانبرداری مرا وخواہندۂ کم کردن حق مرا ووائے مر کسی راکہ بدبخت شود از بیخردی خواہد دشمنی مرا بیگناہ (حسین میبذی) ؎

ہرکس کہ نہ گشت واقف از حال نبی — یکرنگ نہ شد ز جہل با آل نبی

گر فضل علی خود نتوانی دانست — باید کہ کنی فہم ز اقوال نبی

ان اشعار دربار کا مضمون دیکھ کر غالباً ہر صاحب دیانت کو یقین ہوجائیگا کہ جناب امیر اپنی خلافت کے لئے

بھائی تھے اور آپ کے کچھ بھی نہیں بہر عنوان ترجیح مجکو ہے گدی کو چھوڑ کر ادھر ہاتھ ملائے
یہ تقریر سنکر خلیفہ چکر میں آئے ایمیں سے ایک کا جواب اُن کے پاس نہ تھا صاحب روضۃ
الاحباب نے اس موقع پر ایک طولانی مضمون لکھا ہے اسجگہ ایک فقرہ لکھتا ہوں (ابو بکر صدیق
چوں دید کہ کلمات علی حجۃ محکم و استوار و ہر یکے از آنہا مقابل صد کلمہ مل ہزار ست راہ رفق و
مدارا پیش گرفت۔ افسوس ہے کہ سوائے گڑگڑانے اور خوشامد کرنے کے خلیفہ جی کو کچھ نہ سوجھا
سینوںکو لازم ہے خلیفہ اول کی بنیاد خلافت کو دیکھیں کہ کتنی سطح زمین سے اونچی تھی
حضرت امیر کے ایک دھکے کو بھی نہ سنبھال سکے بالجملہ حضرت امیر نے یہ تقریر محض اس غرض سے
کی تھی کہ خلیفہ صاحب نے اپنا تمام مایۂ ناز اسیکو سمجھا تھا اور بجائے خدا اسی کو قبالۂ خلافت
قیاس کئے ہوئے تھے کاش وہ کسی آیت یا حدیث کو اپنی خلافت پر سند لاتے تو دلیا
ہی جواب پاتے جس بنا پر خلیفہ صاحب غرہ کناں سند خلافت کا گوشہ دبائے ہوئے
تھے اسیکو محض خود حضرت علیؑ نے ایسا فایق ثابت کر دیا کہ خلیفہ صاحب کو بجز تسلیم و سکوت
کوئی چارہ نہوا یہ عین حسن کلام ہے کہ جس دلیل کو مد مقابل مضبوط جانکر محل استدلال میں لائے
اُسیکو توڑ دیا جائے مثلاً ایک شخص فن تیراندازی میں دعوے تفرد رکھتا ہو تو اسکو بندوق
یا تلوار سے ہلاک کرنا اُس کے دعوے فردیت کو باطل نہیں کرسکتا۔ ہاں اگر اسکو تیر سے مارا
جائے تو عام لوگ سمجھ جائینگے کہ وہ اپنے دعوے یکتائی میں جھوٹا تھا۔ علی ہذا اگر حضرت
امیر خلیفہ صاحب کی اُس حجت کے مقابلہ میں جسکو سنکر انصار بند ہوگئے تھے حدیث غدیر
یا کسی اور منقبت کو پیش کرتے تو خلیفہ جی کی بات کا جواب نہوتا اور وہ اپنی دلیل میں کامل
شمار کئے جاتے لہذا وہ اُسے حجت سے مجروح کئے گئے کہ جسپر انکو تمام تر بھروسہ تھا مگر بعنایت
الہی ہمارا کیسہ خالی نہیں ہزار ہا گل امید سے دامن بھرا ہوا ہے اگر حضرات اہلسنت اسیکو قابل
وثوق جانتے ہیں کہ روبروے خلیفہ حدیث غدیر کا پیش ہو جانا اونکے بہ تصرف کا تصدیق کرنا
ہوتا تو اسکے لئے بھی حاضر ہیں منکرین مولائیت کو تا بہ دروازہ ہاتھ پکڑ کر پہنچا دینگے صاحبان

ہوش توجہ فرما کر مضمون کو دیکھیں جناب امیر کا ایک دیوان ہے جسکی شرح میبذی عالم سنی المذہب نے کی ہے اور اُس دیوان موصوف میں چند اشعار ایسے ہیں کہ جن کی معانی و مطالب بلا دخل تاویل باہر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت امیرؑ نے خلافت کے تلف ہونے پر بہت افسوس ظاہر کر کے بروے حدیث غدیر و حدیث منزلت ہارون وغیرہ اپنا خلیفہ بلا فصل ہونا ثابت فرمایا ہے اشعار عربی جو کہ حضرت کی زبان درفشان سے نکلے ہیں چھوڑ کر فارسی کا وہ ترجمہ درج کرتا ہوں جو کہ حسین میبذی شارح کے قلم سے نکلا ہے (بہ حقیقت دانند مردم کہ بخش من از اسلام افزوں می آید از ہر بخشے۔ واحمد پیغمبر برادر من وپدر زن من است بود خدا درود فرستادہ و پسر برادر من ست و مدبستیکہ من کشیدہ ام مردم را ہمہ بسوئے اسلام از عرب و عجم۔ و کشندہ ہر مہتر و سردارم و سرکش از کافران بزرگ

از خلق جہاں پایۂ من بیشتر ست ۔۔۔ در علم و عمل پایہ من بیشتر ست

جاہل کہ ز بحث من بگیرد خونش ۔۔۔ در دیدۂ او خنجر من بیشتر ست

در قرآن لازم گردانید دوستی من و واجب کرد فرمانبرداری مرا و خبر داد یدان در غدیر خم پس کیست از شما کہ برابر باشد مرا بہ بخش من و اسلام من و پیشی من و خوشی من (حسین میبذی) ؎

اے مہر تو بر تمام عالم شدہ فرض ۔۔۔ در ذمۂ ہمت احسان تو قرض

بے مہر تو حق نمی کند ہیچ قبول ۔۔۔ روزیکہ رسد نامۂ اعمال بعرض

آگے پھر عبارت شرح ہے (پس وائے۔ پس وائے۔ پس وائے مرآنکس را کہ ملاقات کند خدا را باستم کردن با من و وائے پس وائے مرانکار کنندہ فرمانبرداری مرا و خواہندہ کم کردن حق مرا و وائے مرآنکس را کہ بدبخت شود از بیخردی خواہد دشمنی مرا بگناہ (حسین میبذی) ؎

ہرکس کہ نہ گشت واقف از حال نبیؐ ۔۔۔ یکرنگ نہ شد ز جہل با آل نبی

گر فضل علی خود نتوانی دانست ۔۔۔ باید کہ کنی فہم ز اقوال نبی

ان اشعار دُربار کا مضمون دیکھ کر غالباً ہر صاحب دیانت کو یقین ہو گیا ہوگا کہ جناب امیر اپنی خلافت کے

حدیث غدیر کو نص قطعی جانتے تھے اور اُن لوگوں پر افسوس کرتے تھے جنھوں نے اُنکے حقوق کو تلف کیا تھا شارح موصوف یہ بھی لکھتے ہیں کہ امام علی بن احمد واحدی نے بروایت ابو ہریرہ نقل کیا ہے کہ جناب مرتضی علیہ السلام نے یہ اشعار ایدار جنکا ہم نے ترجمہ کیا ہے بحضور امیرالمومنین ابو بکر و عثمان و طلحہ و زبیر و فضل بن عباس و عمار و عبد الرحمان و ابوذر و مقداد و سلمان و عبداللہ ابن مسعود پڑھے تھے بس حضرات اہل سنت کاوہ سب طمطراق کہ حدیث غدیر خلفا رکے سامنے یہ ثبوت خلافت خود کبھی حضرت امیرؑ کے لبوں تک نہیں آئی برباد فنا ہو گیا بعد قتل جناب عمر جبکہ بتجویز خلیفہ کے لئے مجلس شوریٰ قایم ہو کر انتخاب شروع ہوا اور حضرت امیرؑ بایں جرم کہ اُنھوں نے اتباع سیرت شیخین سے انکار کیا تھا یہ بتجویز عبد الرحمان ابن عوف میر مجلس فرد انتخاب سے نظری کئے گئے اسوقت بھی آپنے حدیث غدیر و دیگر وجوہ سے اپنا استحقاق مرجح خلافت میں ظاہر کر کے فرمایا تھا کہ مجھ پر بزر خلافت بیں ظلم ہوتا رہا اور ہمیشہ میرا حق پایمال کیا گیا اگر خوف برہمی اسلام نہوتا تو شیرازۂ خلافت کو توڑ دیتا دیکھو حدیث طبری بیں کتاب مغازی کی وہ عبارت جس میں مضمون بالا درج ہے غرضکہ حضرت امیرؑ نے ہر موقع پر حدیث غدیر کو ثبوت خلافت میں پیش کیا - مگر جن کے ہاتھ میں عنان حکومت تھی وہ حدیث رسول پر کب کان دھرنیوالے تھے حضرات اہلسنت کی عادت ہے کہ جس کسیکو حق گو اور مداح خاندان نبوت پاتے ہیں اسکو رافضی سمجھکر افراد معتبرین سے خارج کر دیتے ہیں عجب نہیں کہ بجرم راست بیانی حسین میبذی شارح دیوان جناب امیرؑ کی نسبت بھی ایسا ہی قیاس دوڑائیں لہذا اُن کے ساکت کرنیکے واسطے عالم موصوف کا اقتدار دکھلایا جاتا ہے محمود بن سلیمان کفوی نے کتاب اعلام الاخیار میں اس طرح لکھا ہے دو فی کتاب الفواتح شرح دیوان علی للمولانا حسین بن معین الدین المیبذی جد امامنا شافعی محمد بن ادریس بن عباس بن شافع بن ثابت بن عبید بن عبد بن ہاشم بن عبد المطلب ثابت در روز بدر مسلمان شد ، اور کتاب کفوی کی یہ عبارت ہے وروایت فی اخر الفاتحہ السادسۃ فی فواتح شرح الدیوان المنتسب الی علی ابن ابطالب للمولیٰ معین الدین المیبذی نقلا عن عروۃ الشیخ علاء الدولۃ قال قطب مان ماعا دالدین عبد الرحمان پار سینی و پارسین دہ است از

نزدیک ابہر) اور کاتب چلپی نے کشف الظنون میں بہ ذیل ذکر شروح کافیہ اسطرح لکھا ہے (وقد
شرح الکافیۃ لمولانا حسین المیبذی سماہ مرضی الرضی اولہ کلمۃ اللہ ہے العلیا فی جمیع الابواب
اسی کتاب میں بمقام دیگر مسطور ہے) دیوان علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقد شرحہ حسین
بن معین الدین المیبذی الترمذی المتوفی فی سنہ سبعین وثمان مائۃ (۸۷۰) بالفارسیۃ
خلاصہ ان تمام عبارات کا یہ ہوا کہ حسین میبذی نے حضرت امیرؑ کے دیوان کی شرح لکھی ہے
اور وہ بڑے فاضل تھے۔ مناسب موقع سمجھ کر حبیب السیر سے ایک عبارت نقل کی جاتی ہے جس سے کہ شارح
موصوف کا مبلغ علم معلوم ہو جائے گا (قاضی کمال الدین حسین یزدی در سلک افاضل علماء عراق
بل اعظم دانشمندان آفاق انتظام داشت در مملکت یزد بامر قضا منصوب بودہ علم امانت می افراشت
از جملہ مولفاتش شرح دیوان معجز نشان حضرت مقدسہ امیرالمومنین تصنیفی است دانش اثر و مطبوع
طبایع سلیمہ دانشوران فضیلت پرور ہمچنیں آنجناب بر کافیہ و ہدایہ حکمت و طوالع و شمسیہ حواشی
دقیقہ در عقد انشار انتظام دادہ دران مولفات کمال دانش وجودت طبع خود را بر منصہ عرض نہادہ)
خیال فرمانیکی جگہ ہے کہ ایسے ایسے علماء ذیشان شارح موصوف کو بہ لفظ مولانا و صفات صدق
و امانت و دانش وجودت طبع وغیرہ یاد کرکے غایت درجہ مداحی کرتے ہیں وہ ہی ممدوح
تصدیق فرماتے ہیں کہ حضرت امیرؑ نے جناب ابوبکر و امثالہم کے مواجہ میں حدیث غدیر سے اپنی
خلافت ثابت کرکے اسکے تلف ہونے پر سخت افسوس ظاہر کیا ہے ایسر بھی اگر حضرات اہلسنت بمانہیں
اور بوجہ عدم فرط تعصب و اعتساف سے منکر مولائیت حضرت امیرؑ بعد از جناب بشیر و نذیر ہوتے
رہیں تو ہم انکا کیا کر سکتے ہیں حتیٰ ہم ثابت کریں گے اسیقدر غلبۂ عداوت سے حضرات دیگر انکے
بادیۂ انکار ہونگے جنکو اسبات کا پورا یقین ہے کہ فردائے قیامت پوچھا جائیگا کہ بخلاف نصوص
و وصیت رسول شخص غیر مستحق کی خلافت کا اعتقاد کرکے اسکو امر دین میں اپنا حاکم کیوں قرار دیا
وہ تو ممکن نہیں کہ بعد ملاحظہ حالات مندرجہ صدر شیخین وغیرہ کو باستحقاق جائز خلیفہ تسلیم کریں
اور جو حضرات کہ دین آبائی پر قائم رہنا پسند کرتے ہیں وہ بالیقین ہماری وجوہات لاجواب سے

حدیث غدیر کو نص قطعی جانتے تھے اور اُن لوگوں پر افسوس کرتے تھے جنھوں نے اُنکے حقوق کو تلف کیا تھا شارح موصوف یہ بھی لکھتے ہیں کہ امام علی بن احمد واحدی نے بروایت ابوہریرہ نقل کیا ہے کہ جناب مرتضیٰ علیہ السلام نے یہ اشعار ایام رجبکا ہم نے ترجمہ کیا ہے بحضور امیر المومنین ابو بکر و عثمان و طلحہ و زبیر و فضل بن عباس و عمار و عبد الرحمان و ابوذر و مقداد و سلمان و عبد اللہ ابن مسعود پڑھے تھے پس حضرات اہل سنت کا وہ سب طمطراق کہ حدیث غدیر خلفا رکے سامنے یہ ثبوت خلافت خود کبھی حضرت امیرؑ کے لبوں تک نہیں آئی برباد فنا ہو گیا بعد قتل جناب عمر جبکہ تجویز خلیفہ کے لئے مجلس شوریٰ قایم ہو کر انتخاب شروع ہوا اور حضرت امیرؑ بایں جرم کہ اُنھوں نے اتباع سیرت شیخین سے انکار کیا تھا یہ تجویز عبد الرحمان ابن عوف میر مجلس فرد انتخاب سے نظری کیے گئے اسوقت بھی آپنے حدیث غدیر و دیگر وجوہ سے اپنا استحقاق مرجح خلافت میں ظاہر کر کے فرمایا تھا کہ مجھ پر بزر خلافت ہیں ظلم ہوتا رہا اور ہمیشہ میرا حق پایمال کیا گیا اگر خوف برہمی اسلام نہوتا تو شیرازہ خلافت کو توڑ دیتا دیکھو حدیث طبری ہیں کتاب مغازی کی وہ عبارت جس میں مضمون بالا درج ہے غرضکہ حضرت امیرؑ نے ہر موقع پر حدیث غدیر کو ثبوت خلافت میں پیش کیا۔ مگر جن کے ہاتھ میں عنان حکومت تھی وہ حدیث رسول پر کب کان دھرنیوالے تھے حضرات اہلسنت کی عادت ہے کہ جسکو حق گو اور مداح خاندان نبوت پاتے ہیں اسکو رافضی سمجھ کر افراد معتبرین سے خارج کر دیتے ہیں عجب نہیں کہ بجرم راست بیانی حسین میبذی شارح دیوان جناب امیرؑ کی نسبت بھی ایسا ہی قیاس دوڑائیں لہذا اُن کے ساکت کرنیکے واسطے عالم موصوف کا اقتدار دکھلایا جاتا ہے محمود بن سلیمان کفوی نے کتاب اعلام الاخیار میں اس طرح لکھا ہے دو فی کتاب الفواتح شرح دیوان علی لمولانا حسین بن معین الدین المیبذی جد امامنا شافعی محمد بن ادریس بن عباس بن شافع بن شائب بن عبید بن عبد بن ہاشم بن عبد المطلب ثابت در روز بدر مسلمان شد، اور کتاب کفوی کی یہ عبارت ہے و رایت فی اخر الفاتحہ السادستہ فی فواتح شرح الدیوان المنتسب الی علی ابن ابیطالب للمولی معین الدین المیبذی نقلا عن عروۃ الشیخ علاء الدولۃ قال قطب ماں ماعا والدین عبد الرحمان پارسینی و پارسین دہ است از

نزدیک ابہرا اور کاتب چلپی نے کشف الظنون میں بہ ذیل ذکر شرح کافیہ اسطرح لکھا ہے (وقد شرح الکافیۃ لمولانا حسین المیبذی سماہ مرضی الرضی اولہ کلمۃ اللہ ہے العلیا فی جمیع الابواب اسی کتاب میں بمقام دیگر مسطور ہے) دیوان علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ و قد شرحہ حسین بن معین الدین المیبذی الیزدی المتوفی سنہ سبعین وثمان مائۃ (۸۷۰) بالفارسیۃ

خلاصہ ان تمام عبارات کا یہ ہوا کہ حسین میبذی نے حضرت امیرؑ کے دیوان کی شرح لکھی ہے اور وہ بڑے فاضل تھے۔ مناسب موقع سمجھ کر حبیب السیر سے ایک عبارت نقل کی جاتی ہے جس سے کہ شارح موصوف کا مبلغ علم معلوم ہو جائے گا (قاضی کمال الدین حسین یزدی در سلک افاضل علماء عراق و اہل اعظم دانشمندان آفاق انتظام داشت در مملکت یزد بامر قضا منصوب بود و علم امانت می افراشت از جملہ مؤلفاتش شرح دیوان معجز نشان حضرت مقدسہ امیر المومنین تصنیفی است دانش اثر و مطبوع طبائع سلیمہ دانشوران فضیلت پرور ہمچنیں آنجناب بر کافیہ و ہدایہ حکمت و طوالع و شمسیہ حواشی دقیقہ در عقد انشار انتظام دادہ دراں مولفات کمال دانش و جودت طبع خود را بر منصہ عرض نہادہ) خیال فرمانیکی جگہ ہے کہ ایسے ایسے علماء ذیشان شارح موصوف کو بہ لفظ مولانا و صفات صدق و امانت و دانش وجودت طبع وغیرہ یاد کرکے غایت درجہ مداحی کرتے ہیں وہ ہی ممدوح تصدیق فرماتے ہیں کہ حضرت امیرؑ نے جناب ابوبکر و امثالہم کے مواجہ میں حدیث غدیر سے اپنی خلافت ثابت کرکے اسکے تلف ہونے پر سخت افسوس ظاہر کیا ہے اسپر بھی اگر حضرات اہلسنت بمانیں اور بوجہ عدم فرط تعصب و اعتساف سے منکر مولائیت حضرت امیرؑ بعد از جناب بشیر و نذیر ہوتے رہیں تو ہم انکا کیا کر سکتے ہیں جتنا ہم ثابت کریں گے اسیقدر غلبہ عداوت سے حضرات زیادہ تر بادیہ انکار ہونگے جنکو اسبات کا پورا الیقین ہے کہ فردائے قیامت پوچھا جائیگا کہ بخلاف تصریح وصیت رسول شخص غیر مستحق کی خلافت کا اعتقاد کرکے اسکو امر دین میں اپنا حاکم کیوں قرار دیا وہ تو ممکن نہیں کہ بعد ملاحظہ حالات مندرجہ صدر شیخین وغیرہ کو باستحقاق جائز خلیفہ تسلیم کریں اور جو حضرات کہ دین آبائی پر قایم رہنا پسند کرتے ہیں وہ بالیقین ہماری وجوہات لاجواب سے

زیادہ جوش کھاکر حضرت امیرؑ سے یہ مثل نعمان بن فہری برسر عداوت ہوجائینگے جبکہ شقیاوت نے رسول مقبول کی زبان مبارک سے بحق اہلبیت سب کچھ سُنا اور عمل نہ کیا تو یہ چند سطور اُن کے سامنے کیا وقار رکھتی ہیں خدائے کریم قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ ہم جتنا اہل نفاق کو اپنے عذاب سے ڈراتے ہیں وہ اور شدید ہوتے جاتے ہیں (ونخوفھم فما یزیدھم الا طغیانا کبیراً)

اہل سنت نے جب کوئی چارہ نہ دیکھا تو ثلاثہ کی آڑ لی افسوس ہے کہ وہ بھی ناکافی رہی اسعد بن ابراہیم بن الحسین بن علی الحنبلی نے کتاب اربعین میں لکھا ہے کہ حضرت امیرؑ نے روبروئے ابوبکر بہ موجب حدیث غدیر اپنی امامت پر استدلال کیا ہے دیکھو جلد دوم حدیث غدیر کا صفحہ ۱۵۳ و ۱۵۴ پس حضرت امیرؑ کا روبروئے ثلاثہ و دیگر مواقع پر حدیث غدیر کو بحث خلافت میں پیش کرنا اسی بات کو ثابت کرتا ہے کہ وہ مولے کو اولیٰ جانتے تھے مفاد حدیث غدیر ایسا نہیں کہ جسکو کوئی عالم اہل سنت نہ سمجھا ہو اپنے اپنے مقام پر سب جانتے ہیں مگر بہ مصلحت انجان ہو رہے ہیں۔ سبط ابن جوزی نے کتاب تذکرہ خواص الائمہ میں لکھا ہے کہ معرکہ صفین میں قیس بن سعد عبادہ انصاری نے بہ مقابلہ منکرین امامت یہ اشعار پڑھے ؎

قلت لما بغی العدو علینا حسبنا ربنا ونعم الوکیل وعلی امامنا وامام لسوانا بہ الی التنزیل

وعلی امامنا من کنت مولاہ فھذا مولاہ خطب جلیل انما قالہ النبی علی الامۃ ثم ما فیہ قال وقیل

خلاصہ کلام قیس یہ ہوا کہ حضرت امیرؑ سب پر امام ہیں اور آپ کی امامت کا گلوبند اطاعت سب کی گردن میں پڑا ہوا ہے آنحضرت کا من کنت مولاہ بحق علی کہنا ایسا خطاب جلیل ہے جس میں قال و قیل بالکل بند ہے سبط ابن جوزی نے بعد نقل اشعار بالا کمیت شاعر عرب کے ابیات درج کئے ہیں جنسے صاف طور پر نمایاں ہے کہ آنحضرت نے جناب امیرؑ کو امت پر حاکم و امیر گردانا ہے مگر مسلمانوں نے رسول صلعم کے ارشاد کی تعمیل نہ کی اور خلافت کو بالکل فروخت کر ڈالا جسکہ خلافت مرتضوی کے تلف کرنے پر لوگوں نے کمر ہمت باندھی کی اسطرح کسی طرح کا حق برباد نہیں کیا گیا وہ شعر یہ ہیں ؎

نفی عن عینک الارق الھجوعا — وھا یمتری عنہ الدموعا — لدی الرحمن یشفع بالمثانی

فکان لنا ابو حسن شفیعا — ویوم الدوح دوح غدیر خم — ابان لہ الولایۃ لو اطیعا

ولکن الرجال تبایعوھا — فلم ار مثلھا خطیرا

کمیت موصوف کی عبد الرحیم عباسی نے کتاب معاہد التنصیص میں بڑی تعریف کی ہے اور جلہ شعراء عرب سے انکو تسلیم کیا ہے ہائے افسوس سنی صاحبان چشم انصاف بند کئے ہوئے ہیں نہ خود اپنی کتابیں دیکھتے ہیں نہ ہمارے لکھے ہوئے مضامین پر نظر ڈالتے ہیں کچا پکا جو کچھ کہ سمجھ میں آگیا ہے اسی پر بیختہ ہیں عرب وعجم کے اکثر ناثر و ناظم لوگوں نے حدیث غدیر کو اولے بہ تصرف سمجھا ہے حکیم سنائی جنکو ملا جامی نے نفحات الریاحین میں کبرائے طائفہ صوفیہ سے لکھا ہے فرماتے ہیں ؎ حضرت مصطفیٰ بروز غدیر — کردہ بر شرع خود مر او را امیر

شیخ فرید الدین عطار جن کے نام نامی سے سنیوں کا بچہ بچہ واقف ہے مثنوی مظہر حق میں لکھتے ہیں

چون خدا گفتہ ست در خم غدیر — با رسول اللہ ز آیات منیر — ایھا الناس ہست لو الامر او

ز انکہ از حق آمدہ پیغام او — گفت رو کن با خلائق این دعا — منیت ایدم خود رسولم رہنما

ہرچہ حق گفتہ ست من خود آن کنم — بر تو من اسرار حق آسان کنم — چونکہ جبریل آمد و با من بگفت

من بگویم با شما راز نہفت — این چنین گفتہ ست قہار جہان — حق و قیوم خدائے غیب دان

مرتضیٰ والی دین ملک من است — ہرکہ این سر را نداند در زن است۔

اگر حسب خیال بعض حضرات سنیہ مولے بہ معنی اولے نہوتا تو یہ بزرگوار جنکو اساطین کہتے ہیں اس شخص کو زن سے کیوں تشبیہ دیتے جو کہ اولیٰ بہ تصرف کا منکر ہے جن علماء نے مولا کو محب و ناصر سمجھ کر اولے ہونے سے انکار کیا ہے وہ شیخ فرید الدین عطار کے نزدیک لباس زنانہ سے آراستہ ہیں۔ دیدہ باید شیخ عطار سے مخالفت کرکے کون صاحب پیشکورن کی کونچی بنکر آنگیا کرتی دنتھ جوڑ یا پہنکر ناک پر انگلی رکھ کے کہتے ہیں کہ گو کیسا ہی ثبوت دو ہم تو بہ تقلید شاہ صاحب وہی کہے جائینگے جو خلاف عقل ہے۔ میں ناظرین کو یہ ثبوت خلافت بلافصل اسقدر مطالب دکھلا چکا ہوں کہ

انشاء اللہ اہل انصاف فائدہ اُٹھائیں گے اور معاند عنید جلکر خاک سیاہ ہو جائیں گے جاننا اور
سمجھنا چاہئے کہ لفظ مولے جسکو غدیر میں حضور انور نے بحق مرتضوی ارشاد فرمایا ایسا ذی عزت ہے کہ
جسکو خدا اور رسول نے اپنی ذات سے چسپاں فرمایا ہے دیکھو قرآن میں نعم المولے چند جگہ وارد ہوا ہے
نبیؐ نے من کنت مولاہ فرمایا ہے اہل اسلام باعتبار لفظ مولی جیسا کہ خدا و نبی کو جانتے ہیں ایسا ہی
علیکو سمجھیں گے اگر لفظ موصوف معمولی اور بیقدر ہے تو معاذ اللہ خدا و نبی بھی ان لوگوں کے نزدیک محض
بے حقیقت ہیں تمام اسلام میں سوائے علیؑ کے کوئی ایسا باتوقیر شخص نہیں جو بعد خدا اور رسول مومنین کا
مولی ہو حضرت ابو بکر و عمر نے گو کہ بڑی باشوکت سلطنت کی اور زبردستی خلیفۂ رسول کہلوایا مگر آج
تک کسی نے اُنکو مولے نہیں کہا اور نہ کہہ سکتا ہے شاہ علی حسن صاحب جایسی صوفی نے مولے کا خوب
فیصلہ کیا ہے صاحب ممدوح تحریر فرماتے ہیں ؎

عبث در معنی من کنت مولی میروی ہر سو علی مولے بایں معنی کہ پیغمبر بود مولے

یعنی مولے کی معنی تجویز کرنے میں اہل اسلام خواہ مخواہ پس و پیش کرتے ہیں علی اُس معنی سے مولا ہیں
جیسکہ رسول مولے ہیں مسلمان صاحب جس حیثیت سے بمقابلۂ خود رسول کو جانتے ہیں اُسی صورت سے
علیؑ کو سمجھیں جیسے نبی مولے ہیں ویسے ہی علی مولی ہیں ایک عام مثال بیان کرتا ہوں جس سے مولے کے
معنی حاکم و سردار کے ہیں یہ قول مشہور ہے کہ ؎ ضربۃ" غلام اہانۃ المولیٰ یعنی غلام کا پیٹنا اُس
کے آقا کی اہانت ہے پس بعد نبی حضرت امیرؑ تمام مسلمانوں کے آقا ہیں اور جملہ اہل اسلام اُن
کے غلام - حضرات اہل سنت کی خدمت میں دست ادب باندھ کر عاجزانہ عرض کرتا ہوں کہ
بلا حمیتہ مذہب رسالہ ہذا کے مضامین پر نظر ڈالکر فائدہ دینی اُٹھائیں اور اگر ان مضامین کے
باطل کرنے پر قدرت رکھتے ہیں تو زور قلم دکھلائیں - مومنین بالیقین حقیر کے انجام بخیر ہونے
کی دعا فرمائیں -

وما علینا الا البلاغ

تمام شد